802

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الانعام (6)

آیت نمبر (1 تا 6)

﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوۡرَ ۬ ثُمَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِرَبِّہِمۡ
یَعۡدِلُوۡنَ ﴿۱﴾ ہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ طِیۡنٍ ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّی عِنۡدَہٗ ثُمَّ اَنۡتُمۡ تَمۡتَرُوۡنَ ﴿۲﴾ وَ
ہُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ فِی الۡاَرۡضِ ؕ یَعۡلَمُ سِرَّکُمۡ وَ جَہۡرَکُمۡ وَ یَعۡلَمُ مَا تَکۡسِبُوۡنَ ﴿۳﴾ وَ مَا تَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ اٰیَۃٍ
مِّنۡ اٰیٰتِ رَبِّہِمۡ اِلَّا کَانُوۡا عَنۡہَا مُعۡرِضِیۡنَ ﴿۴﴾ فَقَدۡ کَذَّبُوۡا بِالۡحَقِّ لَمَّا جَآءَہُمۡ ؕ فَسَوۡفَ یَاۡتِیۡہِمۡ اَنۡۢبٰٓؤُا مَا
کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ﴿۵﴾ اَلَمۡ یَرَوۡا کَمۡ اَہۡلَکۡنَا مِنۡ قَبۡلِہِمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ مَّکَّنّٰہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ مَا لَمۡ نُمَکِّنۡ
لَّکُمۡ وَ اَرۡسَلۡنَا السَّمَآءَ عَلَیۡہِمۡ مِّدۡرَارًا ۪ وَّ جَعَلۡنَا الۡاَنۡہٰرَ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہِمۡ فَاَہۡلَکۡنٰہُمۡ بِذُنُوۡبِہِمۡ وَ
اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ قَرۡنًا اٰخَرِیۡنَ ﴿۶﴾﴾

م ک ن

(ک)	مَکَانَۃً	(1) رتبہ والا ہونا، معزز ہونا۔ (2) جما ہوا ہونا، با اختیار ہونا۔
	مَکِیۡنٌ	فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ (1) رتبہ والا، معزز۔ (2) جما ہوا، مضبوط۔ ﴿اِنَّکَ الۡیَوۡمَ لَدَیۡنَا مَکِیۡنٌ اَمِیۡنٌ ﴿۵۴﴾﴾ (12/یوسف:54) ”بیشک تو آج سے ہمارے پاس امانتدار معزز ہے۔“ ﴿ثُمَّ جَعَلۡنٰہُ نُطۡفَۃً فِیۡ قَرَارٍ مَّکِیۡنٍ ﴿۱۳﴾﴾ (23/المؤمنون:13) ”پھر ہم نے بنایا اس کو ایک نطفہ ایک مضبوط ٹھکانے میں۔“
(افعال)	اِمۡکَانًا	کسی کو کسی کے اختیار میں دینا، قابو میں دینا۔ ﴿فَقَدۡ خَانُوا اللّٰہَ مِنۡ قَبۡلُ فَاَمۡکَنَ مِنۡہُمۡ ؕ﴾ (8/الانفال:71) ”تو وہ لوگ خیانت کر چکے ہیں اللہ سے اس سے پہلے نتیجتاً اس نے تمہارے قابو میں دیا ان میں سے کچھ کو۔“
(تفعیل)	تَمۡکِیۡنًا	کسی کو اختیار دینا، جما دینا۔ ﴿وَ کَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوۡسُفَ فِی الۡاَرۡضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنۡہَا حَیۡثُ یَشَآءُ ؕ﴾ (12/یوسف:56) ”اور اس طرح ہم نے اختیار دیا یوسفؑ کو زمین میں، وہ ٹھکانہ بناتا ہے اس میں جہاں بھی چاہے۔“ ﴿اَوَ لَمۡ نُمَکِّنۡ لَّہُمۡ حَرَمًا اٰمِنًا﴾ (28/القصص:57) ”تو کیا ہم نے نہیں جمایا ان کو امن والے حرم میں۔“

د ر ر

(ض)	دَرًّا	اہل دنیا پر دنیا کی فراوانی ہونا۔
	مِدۡرَارٌ	مبالغہ ہے۔ بہت فراواں ہونے والا، لگاتار برسنے والا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
(س)	دَرًّا	بیماری کے بعد چہرے پر رونق آ جانا، چمکدار ہونا۔
	دُرِّیٌّ	اسم نسبت ہے۔ چمکنے والا، چمکدار۔ ﴿کَاَنَّہَا کَوۡکَبٌ دُرِّیٌّ﴾ (24/النور:35) ”گویا کہ وہ ایک چمکدار ستارہ ہے۔“

ن	ش	ء

802

(ف) نَشَأَ کسی چیز کا نمایاں ہو کر سامنے آنا، اُگنا، اٹھنا۔

نَشْأَةٌ اسم ذات ہے۔نمو، اٹھان۔﴿ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ﴾ (29/العنکبوت:20) ’’پھر اللہ اٹھائے گا آخری اٹھان۔‘‘

نَاشِئَةٌ اسم الفاعل ہے۔اٹھنے والی۔﴿ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً ﴾ (73/المزمل:6) ’’بیشک رات کی اٹھنے والی یعنی تہجد کی نماز، یہ زیادہ سخت ہے بلحاظ روندنے کے۔‘‘

(افعال) اِنْشَاءً 1 اٹھانا۔آیت زیر مطالعہ۔ 2 اُگانا۔ 3 بنانا۔﴿ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ ﴾ (6/الانعام:141) ’’اور وہ ہے جس نے اگائے چھپر ڈالے ہوئے باغات۔‘‘ ﴿ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ﴾ (23/المومنون:78) ’’اور وہ ہے جس نے بنایا تمہارے لیے سماعت اور بصارت اور دل۔‘‘

مُنْشِئٌ اسم الفاعل ہے۔اگانے والا۔﴿ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴾ (56/الواقعہ:72) ’’کیا تم لوگوں نے اگایا اس کے درخت کو یا ہم اگانے والے ہیں۔‘‘

مُنْشَئَةٌ اسم المفعول ہے۔اٹھائی ہوئی۔﴿ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ ﴾ (55/الرحمٰن:24) ’’اور اس کی ہی ہیں اونچی کی ہوئی کشتیاں سمندر میں۔‘‘

(تفعیل) تَنْشِئَةً پرورش کرنا، پالنا۔﴿ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ ﴾ (43/الزخرف:18) ’’تو کیا وہ، جو پرورش کیا گیا زیور میں۔‘‘

ترکیب

اَلْحَمْدُ پر لام جنس ہے۔بِرَبِّهِمْ کو كَفَرُوْا کا مفعول بھی مانا جاسکتا ہے۔اس صورت میں يَعْدِلُوْنَ کا مفعول محذوف مانا جائے گا۔ ہماری ترجیح یہ ہے کہ كَفَرُوْا کا مفعول محذوف مانا جائے اور بِرَبِّهِمْ کو يَعْدِلُوْنَ کا مفعول مانا جائے۔وَمَا تَاْتِيْهِمْ میں تَاْتِيْ واحد مؤنث کا صیغہ ہے،اس کا فاعل اٰيَةٌ تھا جس پر مِنْ تبعیضیہ لگنے کی وجہ سے اٰيَةٍ ہوا ہے۔يَاْتِيْهِمْ کا فاعل اَنْۢبٰٓؤُا ہے اور یہ مضاف ہے،اس کا مضاف الیہ مَا ہے۔قَرْنٍ نکرہ مخصوصہ ہے۔قَرْنًا اسم الجمع ہے۔اس لیے اس کی صفت اٰخَرِيْنَ جمع آئی ہے۔

ترجمہ

اَلْحَمْدُ	لِلّٰهِ الَّذِيْ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	وَجَعَلَ	الظُّلُمٰتِ
تمام تعریف اور شکر	اس اللہ کے لیے ہے جس نے	پیدا کیے	آسمان	اور زمین	اور بنائے	اندھیرے

وَالنُّوْرَ	ثُمَّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	بِرَبِّهِمْ	يَعْدِلُوْنَ ①	هُوَ
اور نور	پھر (بھی)	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	اپنے رب کے	برابر کرتے ہیں	وہ،

الَّذِيْ	خَلَقَكُمْ	مِّنْ طِيْنٍ	ثُمَّ	قَضٰٓى	اَجَلًا	وَاَجَلٌ مُّسَمًّى
وہ ہے جس نے	تم لوگوں کو پیدا کیا	ایک گارے سے	پھر	اس نے فیصلہ کیا	ایک مدت کا	اور کوئی معین وقت

عِنْدَهٗ	ثُمَّ	اَنْتُمْ	تَمْتَرُوْنَ ②	وَهُوَ	اللّٰهُ	فِي السَّمٰوٰتِ
اس کے پاس ہے	پھر (بھی)	تم لوگ	شک کرتے ہو	اور وہی	اِلٰہ ہے	آسمانوں میں

وَفِي الْاَرْضِ ط	يَعْلَمُ	سِرَّكُمْ	وَجَهْرَكُمْ	وَيَعْلَمُ 802	مَا
اور زمین میں	وہ جانتا ہے	تمہارے چھپانے کو	اور تمہارے نمایاں کرنے کو	اور وہ جانتا ہے	اس کو جو

تَكْسِبُوْنَ ۝٣	وَمَا تَاْتِيْهِمْ	مِّنْ اٰيَةٍ	مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ	اِلَّا
تم لوگ کمائی کرتے ہو	اور نہیں پہنچتی ان کے پاس	کسی قسم کی کوئی نشانی	ان کے رب کی نشانیوں میں سے	مگر

كَانُوْا	عَنْهَا	مُعْرِضِيْنَ ۝٤	فَقَدْ كَذَّبُوْا	بِالْحَقِّ	لَمَّا
وہ لوگ ہوتے ہیں	اس سے	اعراض کرنے والے	تو وہ لوگ جھٹلا چکے ہیں	حق کو	جب

جَآءَهُمْ ط	فَسَوْفَ	يَاْتِيْهِمْ	اَنْۢبٰٓؤُا مَا	كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٥	اَ
وہ آیا ان کے پاس	تو عنقریب	پہنچیں گی ان کے پاس	اس کی خبریں	جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے ہیں	کیا

لَمْ يَرَوْا	كَمْ اَهْلَكْنَا	مِنْ قَبْلِهِمْ	مِّنْ قَرْنٍ	مَّكَّنّٰهُمْ
انھوں نے دیکھا ہی نہیں	ہم نے کتنی ہی ہلاک کیں	ان سے پہلے	ایسی قومیں	ہم نے اختیار دیا جن کو

فِي الْاَرْضِ	مَا	لَمْ نُمَكِّنْ	لَّكُمْ	وَاَرْسَلْنَا	السَّمَآءَ	عَلَيْهِمْ
زمین میں	ایسا جو	اختیار ہم نے نہیں دیا	تم لوگوں کو	اور ہم نے بھیجا	آسمان کو	ان پر

مِّدْرَارًا ص	وَّجَعَلْنَا	الْاَنْهٰرَ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهِمْ	فَاَهْلَكْنٰهُمْ
لگاتار برستے ہوئے	اور ہم نے بنائیں	نہریں	وہ بہتیں تھیں	ان کے نیچے	پھر ہم نے ہلاک کیا ان کو

بِذُنُوْبِهِمْ	وَاَنْشَاْنَا	مِنْۢ بَعْدِهِمْ	قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝٦
ان کے گناہوں کے سبب	اور ہم نے اٹھائیں	ان کے بعد	دوسری قومیں

نوٹ-1

یہ پوری سورہ مکہ میں بیک وقت نازل ہوئی تھی اور جس رات یہ نازل ہوئی اسی رات رسول ﷺ نے اسے قلمبند کرا دیا۔ اس کے مخاطب اول مشرکین عرب تھے جو یہ تسلیم کرتے تھے کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالی ہے اور اسی نے آفتاب و ماہتاب کو وجود بخشا ہے۔ ان میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہ تھا کہ یہ کام لات، ہابیل یا عزیٰ یا کسی اور دیوی یا دیوتا کا ہے۔ اس لئے ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا جا رہا ہے کہ جب تم خود اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہو تو پھر دوسرے کے سامنے کیوں سجدے کرتے ہو دعائیں مانگتے ہو دعائیں مانگتے ہو اور نذر و نیاز پیش کرتے ہو۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ-2

زیر مطالعہ آیت نمبر 5 میں عنقریب خبریں پہنچنے کی جو بات کی گئی ہے اس میں ہجرت اور ان کامیابیاں کی طرف اشارہ جو ہجرت کے بعد پے درپے اسلام کو حاصل ہونے والی تھیں۔ جس وقت یہ اشارہ فرمایا گیا تھا اس وقت نہ کفار یہ گمان کر سکتے تھے کس قسم کی خبریں انھیں پہنچنے والی ہیں اور نہ مسلمانوں کے ہی ذہن میں اس کا کوئی تصور تھا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (7 تا 11)

802

﴿وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِىْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ
مُّبِيْنٌ ۝٧ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِىَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝٨ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ
مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝٩ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ
سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝١٠ ع قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُكَذِّبِيْنَ ۝١١﴾

ق ر ط س

(رباعی) قِرْطَاسًا: نشانے پر پہنچنا۔

قِرْطَاسٌ: ج قَرَاطِيْس ۔ اسم ذات ہے۔ ہر وہ چیز جس پر لکھا جائے، کاغذ، ورق۔ آیت زیرِ مطالعہ۔ ﴿تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ﴾ (6/ الانعام:91) ”تم لوگ بناتے ہو اس کے اوراق“

ح ی ق

(ض) حَيْقًا: کسی چیز کو گھیرے میں لینا، چھا جانا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

فَلَمَسُوْهُ کی ضمیر مفعولی کو كِتٰبًا کے لیے مانیں یا قِرْطَاسٍ کے لیے، مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ کی ضمیر مفعولی رَسُوْلًا کے لیے ہے جو عَلَيْكَ کے حوالے سے ہے۔ مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ، یہ پورا جملہ فَحَاقَ کا فاعل ہے جبکہ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ اس کا مفعول ہے۔ مِنْهُمْ کی ضمیر بِرُسُلٍ کے لیے ہے۔ عَاقِبَةُ مؤنث غیر حقیقی ہے اس لیے كَانَتْ کے بجائے كَانَ بھی جائز ہے۔

ترجمہ

وَلَوْ	نَزَّلْنَا	عَلَيْكَ	كِتٰبًا	فِىْ قِرْطَاسٍ	فَلَمَسُوْهُ
اور اگر	ہم اتارتے	آپ پر	کوئی کتاب	کسی ورق میں (لکھی ہوئی)	پھر وہ چھوتے اس کو

بِاَيْدِيْهِمْ	لَقَالَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اِنْ	هٰذَآ	اِلَّا	سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٧
اپنے ہاتھوں سے	تو ضرور کہتے	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	نہیں ہے	یہ	مگر	ایک کھلا جادو

وَقَالُوْا	لَوْلَآ	اُنْزِلَ	عَلَيْهِ	مَلَكٌ ؕ	وَلَوْ	اَنْزَلْنَا	مَلَكًا
اور انہوں نے کہا	کیوں نہیں	اتارا گیا	ان پر	کوئی فرشتہ	اور اگر	ہم اتارتے	کوئی فرشتہ

لَّقُضِىَ	الْاَمْرُ	ثُمَّ	لَا يُنْظَرُوْنَ ۝٨	وَلَوْ	جَعَلْنٰهُ
تو فیصلہ کر دیا جاتا	تمام کاموں کا	پھر	وہ لوگ مہلت نہ دیئے جاتے	اور اگر	ہم بناتے اس (رسولؐ) کو

مَلَكًا	لَّجَعَلْنٰهُ	رَجُلًا	وَّ لَلَبَسْنَا	عَلَيْهِمْ	مَّا	يَلْبِسُوْنَ ⑨
ایک فرشتہ	تو ہم بناتے اس کو	ایک مرد	اور ہم ضرور مشتبہ کرتے	ان پر	اس کو جو	یہ لوگ شک کرتے ہیں

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ	بِرُسُلٍ	مِّنْ قَبْلِكَ	فَحَاقَ	بِالَّذِيْنَ
اور بیشک مذاق اڑایا گیا ہے	رسولوں کا	آپؐ سے پہلے	تو گھیرے میں لے لیا	ان کو جنھوں نے

سَخِرُوْا	مِنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑩	قُلْ	سِيْرُوْا
تمسخر کیا	ان سے	اس نے	جو یہ لوگ مذاق اڑایا کرتے تھے	آپؐ کہہ دیجئے	تم لوگ چلو پھرو

فِي الْاَرْضِ	ثُمَّ انْظُرُوْا	كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ⑪
زمین میں	پھر دیکھو	کیسا	تھا	جھٹلانے والوں کا انجام

نوٹ-1

علم الیقین کی اہمیت پر آیت نمبر-2/ البقرہ:55 کے نوٹ 3 میں اور آیت نمبر 2/ البقرہ:118 کے نوٹ 3 میں بات ہو چکی ہے۔ ہمارا مشورہ ہے کہ پہلے آپ ان کو پڑھ لیں، اس کے بعد مندرجہ ذیل نوٹ پڑھیں جو ہم تفہیم القرآن سے نقل کر رہے ہیں۔

زیر مطالعہ آیت نمبر 8 میں فرمایا کہ اگر ہم کوئی فرشتہ اتارتے پھر سارے معاملے کا فیصلہ کر دیا جاتا اور ان کو پھر کوئی مہلت نہ دی جاتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان لانے اور اپنے طرز عمل کی اصلاح کر لینے کے لیے جو مہلت تمہیں ملی ہوئی ہے یہ اس وقت تک ہے جب تک حقیقت پردۂ غیب میں پوشیدہ ہے۔ ورنہ جہاں غیب کا پردہ چاک ہوا، پھر مہلت کا کوئی موقع باقی نہ رہے گا۔ کیونکہ اس کے بعد تو صرف حساب ہی لینا باقی رہ جائے گا۔ دنیا کی زندگی ایک امتحان کا زمانہ ہے اور امتحان اس بات کا ہے کہ تم حقیقت کو دیکھے بغیر، عقل و فکر کے صحیح استعمال سے، اس کا ادراک کرتے ہو یا نہیں، اور ادراک کرنے کے بعد اپنے نفس اور اس کی خواہشات کو قابو میں لا کر اپنے عمل کو حقیقت کے مطابق درست رکھتے ہو یا نہیں۔ اس امتحان کے لیے غیب کا غیب رہنا شرط لازم ہے اور دنیوی زندگی، جو دراصل مہلت امتحان ہے، اسی وقت تک قائم رہ سکتی ہے جب تک غیب غیب ہے۔ جہاں غیب شہادت میں تبدیل ہوا، یہ مہلت لازماً ختم ہو جائے گی اور امتحان کے بجائے نتیجۂ امتحان نکلنے کا وقت آ پہنچے گا۔

آیت نمبر (12 تا 18)

﴿ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا
رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑫ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ ⑬ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ
اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ⑭ قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ
عَظِيْمٍ ⑮ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ⑯ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ
فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۭ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑰ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۭ وَ
هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ⑱ ﴾

ف	ط	ر

(ض-ن) **فَطْرًا** کسی چیز کو پھاڑ کر کسی چیز کو نکالنا۔ u پھاڑنا۔ v وجود میں لانا۔ ﴿فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ﴾ (17/بنی اسرائیل:51) ''پھر وہ لوگ کہیں گے کون دوبارہ لائے گا ہم کو۔ آپ کہہ دیجئے وہ جس نے وجود بخشا تم لوگوں کو پہلی مرتبہ۔''

فِطْرَۃٌ اسم ذات ہے۔ کسی وجود کو دی ہوئی طبعی استعداد۔ ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ﴾ (30/الروم:30) ''اس فطرت کا اتباع کرو جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا۔''

فَاطِرٌ اسم الفاعل ہے۔ وجود میں لانے والا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

فَطْرٌ ج فُطُوْرٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ پھٹن، شگاف۔ ﴿هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ③﴾ (67/الملک:3) ''کیا تو نے دیکھے کسی قسم کے کوئی شگاف۔''

(تفعّل) **تَفَطُّرًا** بتکلف پھٹنا یعنی پھٹ پڑنا۔ ﴿تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ﴾ (19/مریم:90) ''قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اس سے۔''

(انفعال) **اِنْفِطَارًا** پھٹنا۔ ﴿اِذَا السَّمَاۗءُ انْفَطَرَتْ ① ۙ﴾ (82/الانفطار:1) ''جب آسمان پھٹے گا۔''

مُنْفَطِرٌ اسم الفاعل ہے۔ پھٹنے والا۔ ﴿اۨلسَّمَاۗءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ۭ﴾ (73/المزمل:18) ''آسمان پھٹنے والا ہے اور اس سے۔''

ک	ش	ف

(ض) **کَشْفًا** u کسی چیز سے پردہ اٹھانا۔ v کھولنا۔ w ہٹانا، دور کرنا۔ ﴿فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۭ﴾ (27/النمل:44) ''پھر جب اس نے دیکھا اس کو تو اس نے گمان کیا اس کو گہرا پانی اور اس نے پردہ اٹھایا اپنی دونوں پنڈلیوں سے۔'' ﴿لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاۗءَكَ﴾ (50/ق:22) ''بیشک تو غفلت میں تھا اس سے تو ہم نے کھول دیا تجھ سے تیرے پردے کو۔'' ﴿فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ﴾ (43/الزخرف:50) ''پھر جب ہم نے ہٹا دیا ان سے عذاب کو۔''

اِکْشِفْ فعل امر ہے۔ تو کھول، تو ہٹا۔ ﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ﴾ (44/الدخان:12) ''اے ہمارے رب تو دور کر ہم سے اس عذاب کو۔''

کَاشِفٌ اسم الفاعل ہے۔ کھولنے والا، ہٹانے والا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ق	ہ	ر

(ف) **قَهْرًا** کسی پر غلبہ پا کر اسے ذلیل کرنا۔ u غالب ہونا۔ v ذلیل کرنا۔ ﴿فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ⑨ۭ﴾ (93/الضحیٰ:9) ''پس جو یتیم ہو تو، تو ذلیل مت کر۔''

قَاهِرٌ فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ غالب ہونے والا یعنی غالب۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

قَهَّارٌ فَعَّالٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بہت زیادہ غالب یعنی زبردست۔ ﴿وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ⑯﴾ (13/الرعد:16) ''اور وہ یکتا ہے، زبردست ہے۔''

ترکیب

غَيْرَ اللّٰهِ میں غَيْرَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ اَتَّخِذُ کا مفعول اول ہے و لِيًّا مفعول ثانی ہے۔ فَاطِرِ کی جر بتا رہی ہے کہ یہ اللّٰهِ کا بدل ہے اور مضاف ہے جبکہ اَلسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اس کا مضاف الیہ ہے۔ اَوَّلَ بھی مضاف ہے اور مَنْ مضاف الیہ ہے۔ اَخَافُ کا مفعول عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ہے اور یہ جملہ جواب شرط ہے اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ کا۔ عَنْهُ کی ضمیر عذاب کے لیے ہے۔ رَحِمَهٗ میں ضمیر فاعلی هُوَ ہے جو اللہ کے لیے ہے اور ضمیر مفعولی مَنْ کے لیے ہے۔

ترجمہ

قُلْ	لِّمَنْ	مَّا	فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط	قُلْ	لِّلّٰهِ ط	كَتَبَ
آپ کہیے	کس کا ہے	وہ جو	زمین اور آسمانوں میں ہے	آپ کہیے	اللہ کا ہے	اس نے لکھا

عَلٰى نَفْسِهِ	الرَّحْمَةَ ط	لَيَجْمَعَنَّكُمْ	اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	لَا رَيْبَ
اپنے آپ پر	رحمت کو	وہ لازماً جمع کرے گا تم لوگوں کو	قیامت کے دن کی طرف	کوئی بھی شک نہیں ہے

فِيْهِ ط	اَلَّذِيْنَ	خَسِرُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ	فَهُمْ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑫	وَلَهٗ
جس میں	جنہوں نے	گھاٹے میں ڈالا	اپنے نفس کو	تو وہ لوگ	ایمان نہیں لاتے ہیں	اور اس کا ہی ہے

مَا	سَكَنَ	فِي الَّيْلِ	وَالنَّهَارِ ط	وَهُوَ	السَّمِيْعُ	الْعَلِيْمُ ⑬
وہ جو	ٹھہرا	رات میں	اور دن میں	اور وہ	ہر حال میں سننے والا ہے	ہر حال میں جاننے والا ہے

قُلْ	اَ	غَيْرَ اللّٰهِ	اَتَّخِذُ	وَلِيًّا	فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
آپ کہیے	کیا	اللہ کے علاوہ (کسی) کو	میں بناؤں	کارساز	جو زمین اور آسمانوں کو وجود بخشنے والا ہے

وَهُوَ	يُطْعِمُ	وَلَا يُطْعَمُ ط	قُلْ	اِنِّيْٓ	اُمِرْتُ	اَنْ	اَكُوْنَ
اور وہ	کھلاتا ہے	اور اس کو کھلایا نہیں جاتا	آپ کہیے	کہ	مجھ کو حکم دیا گیا	کہ	میں ہو جاؤں

اَوَّلَ مَنْ	اَسْلَمَ	وَ	لَا تَكُوْنَنَّ	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ⑭	قُلْ	اِنِّيْٓ
اس کا پہلا جو	فرمانبردار ہوا	اور (یہ کہ)	تم ہرگز مت ہونا	شرک کرنے والوں میں سے	آپ کہیے	کہ

اَخَافُ	اِنْ	عَصَيْتُ	رَبِّيْ	عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ⑮	مَنْ	يُّصْرَفْ
میں ڈرتا ہوں	اگر	میں نافرمانی کروں	اپنے رب کی	ایک عظیم دن کے عذاب سے	جو	ہٹا لیا گیا

عَنْهُ	يَوْمَئِذٍ	فَقَدْ رَحِمَهٗ ط	وَذٰلِكَ	الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ⑯	وَاِنْ	يَّمْسَسْكَ
اس سے	اس دن	تو اس نے رحم کیا ہے اس پر	اور یہ	کھلی کامیابی سے	اور اگر	چھوئے تجھ کو

اللّٰهُ	بِضُرٍّ	فَلَا كَاشِفَ	لَهٗٓ	اِلَّا	هُوَ ط	وَاِنْ	يَّمْسَسْكَ
اللہ	کسی تکلیف سے	تو کوئی بھی دور کرنے والا نہیں ہے	اس کو	مگر	وہی	اور اگر	وہ چھوئے تجھ کو

بِخَيْرٍ	فَهُوَ	عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ	قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾	وَهُوَ	الْقَاهِرُ	فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ
کسی بھلائی سے	تو وہ	ہر چیز پر	قدرت رکھنے والا ہے	اور وہ	غالب ہے	اپنے بندوں پر

وَهُوَ	الْحَكِيْمُ	الْخَبِيْرُ ﴿١٨﴾
اور وہ	حکمت والا ہے	باخبر

نوٹ-1 زیر مطالعہ آیت نمبر 17 میں اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر نفع اور نقصان کا مالک درحقیقت صرف اللہ تعالی ہے۔ ظاہر میں جو کسی کو کسی کے ہاتھ سے نفع یا نقصان پہنچتا نظر آتا ہے وہ صرف ایک ظاہری صورت ہے اور حقیقت کے سامنے ایک نقاب ہے' حقیقت یہی ہے کہ اللہ جو دے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو روک لے تو کوئی دے نہیں سکتا (35/ فاطر:2)۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تم کوئی سوال کرو تو صرف اللہ سے سوال کرو اور مدد مانگنی ہو تو صرف اللہ سے مدد مانگو۔ اتنی واضح تعلیمات کے باوجود لوگ اس معاملہ میں بھٹکتے ہیں۔ سارے خدائی اختیارات مخلوقات میں بانٹ دیئے ہیں اور مصیبت کے وقت اللہ کے بجائے مختلف ناموں کی دھائی دیتے ہیں اور انہی سے مدد مانگتے ہیں۔ (معارف القرآن)

نوٹ-2 مادہ ''ف ط ر'' کی لغت میں لفظ فِطْرَةٌ کی وضاحت میں ہم نے سورۃ الرّوم کی آیت نمبر 30 کا حوالہ دیا ہے اور فِطْرَتَ اللّٰهِ کا ترجمہ ''اللہ کی فطرت'' کے بجائے اللہ کی بخشی ہوئی فطرت'' کیا ہے۔ یہ ہمارے بزرگوں کے ترجمے کے مطابق ہے' صرف الفاظ کے انتخاب کا فرق ہے۔ مثلاً مولانا اشرف علی تھانوی کا ترجمہ ہے ''اللہ کی دی ہوئی قابلیت'' مولانا احمد رضا خان کا ترجمہ ہے ''اللہ کی ڈالی ہوئی بنا'' جبکہ حضرت شیخ الہند اور مفتی محمد شفیع کا ترجمہ ہے ''تراش اللہ کی''۔

مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے اکثر تعلیم یافتہ لوگوں میں یہ عقیدہ اللہ جانے کہاں سے پھیل گیا ہے کہ اللہ نے انسان کو اپنی فطرت پر پیدا کیا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) ایسے لوگوں کو شک ہے اور بعض کو تو یقین ہے، کہ اس آیت کے ترجمے میں ہمارے بزرگوں نے اپنی رائے کی رعایت کی ہے جو کہ آیت کا حقیقی مفہوم نہیں ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ فطرت اللہ مرکب اضافی ہے اور اس کا صحیح ترجمہ ہے ''اللہ کی فطرت''۔ اس لئے آیت کا مطلب ہے ''اللہ کی فطرت، جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا''۔

اس دلیل میں جو غلطی ہے اس کی وضاحت ضروری ہے۔ اصولاً یہ وضاحت ہمیں سورۃ الرّوم میں کرنی چاہیے تھی، لیکن صورتحال یہ ہے کہ ان اسباق کو مرتب کرنے کا کام 28 اگست 1998ء کو شروع کیا تھا اور آج 25 فروری 2003ء کو ہم سورۃ الانعام کے آغاز میں ہیں۔ اللہ جانے سورۃ الرّوم تک پہنچنا نصیب ہوگا یا نہیں۔ اس لئے یہ قرض یہیں چکا دیا جائے تو بہتر ہے۔

بات ذرا تلخ ہے لیکن بات یہی ہے کہ فَعَلَ - فَعَلَا - فَعَلُوْا - سے فَعَلْنَا تک چودہ صیغے پڑھ لینے سے ہمارے چودہ طبق تو روشن ہو جاتے ہیں لیکن اس چکا چوند کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اب ہم اپنے بزرگوں سے زیادہ قابل ہو گئے ہیں اور اب ہم قرآن کو ان سے زیادہ سمجھنے لگے ہیں۔ آسانی عربی گرامر، حصہ سوم کے آخری باب ''سبق الاسباق'' میں اسی خطرے کی نشاندہی کی جا چکی ہے۔ طلباء کو چاہیے کہ کبھی کبھی وہ اس کا مطالعہ کرتے رہیں۔

مذکور دلیل میں بنیادی غلطی یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے مرکب اضافی کا صحیح ترجمہ کرنا تو سیکھ لیا ہے لیکن مرکب اضافی کا صحیح

مفہوم ابھی تک ان کے ذہن میں اجاگر نہیں ہوا ہے۔ ہم کہتے ہیں زید کا علم، زید کی کتاب۔ یہ مرکب اضافی تو ہے۔ لیکن مرکب اضافی کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ قلم اور کتاب زید کی ذات کا جز ہیں۔ بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ قلم اور کتاب کو زید کی ذات کے ساتھ ایک نسبت ہے اور ان مرکبات میں ملکیت کی نسبت کا مفہوم ہے۔ زید کا بھائی، زید کی بہن۔ ان مرکبات اضافی میں رشتوں کی نسبت کا مفہوم ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں ہے ﴿ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ﴾ (19/مریم:30) ''بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں۔'' ﴿ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ﴾ (39/الزمر:10) ''اور اللہ کی زمین وسیع ہے۔'' ﴿ اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ ﴾ (29/العنکبوت:56) ''بیشک میری زمین وسیع ہے۔'' ﴿ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ ﴾ (15/الحجر:29) ''اور میں پھونک دوں اس میں اپنی روح میں سے۔'' ان میں بندہ، زمین یا روح، کوئی بھی چیز اللہ کی ذات کا جز نہیں ہے۔ ان مرکبات اضافی کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے ایک نسبت ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ چیزیں اس کی تخلیق کردہ ہیں، اس لیے اس کی ملکیت ہیں۔ اسی طرح اس کائنات کی ہر چیز کا وجود اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے اور ہر وجود کی فطرت اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی ہے۔ اس لیے ان سب کو اللہ تعالیٰ سے ایک نسبت ہے، تخلیق ہونے کی اور ملکیت ہونے کی۔ کوئی بھی چیز اس کی ذات کا جز نہیں ہے۔ ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ﴾ (42/الشوریٰ:11) ''اس کے جیسی کوئی بھی چیز نہیں ہے۔''

دوسری بات یہ ہے کہ جو لوگ اپنے عقیدے کی تصدیق کے لیے اس آیت کا حوالہ دیتے ہیں انہیں نوٹ کرنا چاہیے کہ یہ آیت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس کو پوری آیت میں رکھ کر اگر غور کریں تو انہیں سوچنا پڑے گا کہ لفظ فِطْرَتُ اللّٰهِ (حالت رفع) کے بجائے فِطْرَتَ اللّٰهِ (حالت نصب) میں کیوں ہے۔ اس کی وجہ سمجھنے کے بعد یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ آیت کا وہ مطلب نہیں ہے جس کے وہ مدعی ہیں اور ہمارے بزرگوں نے ترجمہ میں اپنے عقیدے کی رعایت نہیں کی ہے بلکہ ''پڑھے کم، بولے زیادہ'' قسم کے لوگوں کی رعایت کی ہے تاکہ ان کا عقیدہ قرآن کے مطابق رہے۔

اس حوالے سے اب یہ موتی گرہ میں باندھ لیں کہ قرآن مجید پر غور و فکر کرتے ہوئے بزرگوں کی کوئی بات اگر سمجھ میں نہ آئے تو اس کا صرف ایک مطلب ہے کہ ہماری اپنی سوجھ بوجھ ابھی خام ہے۔ البتہ بزرگوں کی عقیدت و محبت سے اس کو اگر ہم ذرا تم کر لیں تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے۔

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاۃ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ جس جس نے بھی اس کار خیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا اللہ قبول و منظور فرمائے

انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کاپی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب
کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے: www.khuddam-ul-quran.cominfo@khuddam-ul-quran.com,

0412437781,0412437618,03217805614

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 کینال روڈ فیصل آباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

818

سورۃ الانعام (6)

آیت نمبر (19 تا 24)

وضاحت

اب آیا میں نئے الفاظ کی تعداد کم ہوگئی ہے، اس لیے آیات نقل نہیں کی جائیں گی، بلکہ ان کے نمبروں کا حوالہ دے کر نئے لفظ کی لغت دی جائے گی، اگر کوئی نیا لفظ ہوا تو۔ اسی طرح اگر ضروری ہوا تو ترکیب کی وضاحت کی جائے گی، ورنہ براہ راست ترجمہ دے کر نوٹس دیئے جائیں گے۔

ترکیب

مرکب اضافی اَیُّ شَیْءٍ مبتدا، اَكْبَرُ خبر اور شَهَادَةً تمیز ہے۔ شَهِيْدٌ کو اللہ کی خبر بھی مانا جا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں اَیُّ شَیْءٍ کا جواب محذوف مانا جائے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ قُلِ اللّٰهُ کو اَیُّ شَیْءٍ کا جواب مانا جائے اور شَهِيْدٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ کو الگ جملہ مانا جائے۔ ایسی صورت میں شَهِيْدٌ کا مبتدا هُوَ محذوف مانا جائے گا۔ ترجمے میں ہم دوسری صورت کو ترجیح دیں گے۔ وَمَنْۢ بَلَغَ میں مَنْ گزشتہ لِاُنْذِرَ کا بھی مفعول ہے اور بَلَغَ کا بھی اور بَلَغَ کی ضمیر فاعلی هٰذَا الْقُرْاٰنُ کے لیے ہے۔ اَنَّ کا اسم اٰلِهَةً اُخْرٰى ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور مَعَ اللّٰهِ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ (آیت:20) يَعْرِفُوْنَهٗ' میں شامل ضمیر فاعلی هُمُ اَلَّذِيْنَ کے لئے ہے جب کہ اس کی ضمیر مفعولی کو هٰذَا الْقُرْاٰنُ کے لیے بھی مانا جا سکتا ہے۔ اور قُلْ کے مخاطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی۔ مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ ایک کی پہچان سے دوسرے کی پہچان لازمی ہے۔ (آیت:21) اِنَّهٗ' میں ضمیر الشان ہے۔ (2/البقرہ:85، نوٹ 1)

ترجمہ

قُلْ	اَیُّ شَیْءٍ	اَكْبَرُ	شَهَادَةً ط	قُلِ	اللّٰهُ قف	شَهِيْدٌۢ
آپ کہیے	کون سی چیز	سب سے بڑی ہے	بطور گواہی کے	آپ کہیے	(کہ) اللہ	(وہ) گواہ ہے

بَيْنِيْ	وَبَيْنَكُمْ قف	وَاُوْحِيَ	اِلَيَّ	هٰذَا الْقُرْاٰنُ	لِاُنْذِرَكُمْ
میرے درمیان	اور تمہارے درمیان	اور وحی کیا گیا	میری طرف	اس قرآن کو	تا کہ میں وارننگ دوں تم لوگوں کو

بِهٖ	وَمَنْۢ	بَلَغَ ط	اَئِنَّكُمْ	لَتَشْهَدُوْنَ	اَنَّ	مَعَ اللّٰهِ
اس سے	اور اس کو جس کو	وہ پہنچے	کیا واقعی تم لوگ	سچ مچ گواہی دیتے ہو	کہ	اللہ کے ساتھ

اٰلِهَةً اُخْرٰى ط	قُلْ	لَّآ اَشْهَدُ ج	قُلْ	اِنَّمَا	هُوَ	اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
کچھ دوسرے اِلٰہ (بھی) ہیں	آپ کہیے	میں گواہی نہیں دیتا	آپ کہیے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ	واحد الٰہ ہے

وَّاِنَّنِيْ	بَرِيْٓءٌ	مِّمَّا	تُشْرِكُوْنَ ⑲	اَلَّذِيْنَ	اٰتَيْنٰهُمُ	الْكِتٰبَ
اور یہ کہ میں	بری ہوں	اس سے جو	تم لوگ شرک کرتے ہو	وہ لوگ	ہم نے دی جن کو	کتاب

يَعْرِفُوْنَهٗ	كَمَا	يَعْرِفُوْنَ	اَبْنَآءَهُمْ م	اَلَّذِيْنَ	خَسِرُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ
وہ پہنچاتے ہیں اس کو	جیسا کہ	وہ پہنچاتے ہیں	اپنے بیٹوں کو	وہ لوگ جنہوں نے	گھاٹے میں ڈالا	اپنے نفسوں کو

فَهُمْ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٢٠﴾	وَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنِ	افْتَرٰى	عَلَى اللّٰهِ 818
تو وہ لوگ	ایمان نہیں لاتے	اور کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	گھڑا	اللہ پر

كَذِبًا	اَوْ	كَذَّبَ	بِاٰيٰتِهٖ ؕ	اِنَّهٗ	لَا يُفْلِحُ	الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢١﴾
ایک جھوٹ	یا	جس نے جھٹلایا	اس کی نشانیوں کو	بیشک حقیقت یہی ہے کہ	مراد نہیں پاتے	ظلم کرنے والے

وَيَوْمَ	نَحْشُرُهُمْ	جَمِيْعًا	ثُمَّ	نَقُوْلُ	لِلَّذِيْنَ	اَشْرَكُوْٓا
اور اس دن	ہم جمع کریں گے ان کو	سب کے سب کو	پھر	ہم کہیں گے	ان سے جنہوں نے	شرک کیا

اَيْنَ	شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ	كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٢٢﴾	ثُمَّ	لَمْ تَكُنْ	فِتْنَتُهُمْ	اِلَّآ
کہاں ہیں	تمہارے وہ شریک (کئے ہوئے) لوگ جن کا	تم لوگ زعم کیا کرتے تھے	پھر	نہیں ہوگی	ان کا عذر	مگر

اَنْ	قَالُوْا	وَاللّٰهِ	رَبِّنَا	مَا كُنَّا	مُشْرِكِيْنَ ﴿٢٣﴾	اُنْظُرْ
(یہ) کہ	وہ کہیں گے	اللہ کی قسم	جو ہمارا رب ہے	ہم نہیں تھے	شرک کرنے والے	دیکھو

كَيْفَ	كَذَبُوْا	عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ	وَضَلَّ	عَنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٤﴾
کیسا	انہوں نے جھوٹ بولا	اپنے آپ پر	اور گمراہ ہوا (یعنی گم ہوا)	ان سے	وہ، جو	وہ لوگ گھڑا کرتے تھے

نوٹ:1

زیر مطالعہ آیت نمبر 19 میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر یہ قرآن مجید اس لئے وحی کیا گیا کہ آپؐ اس کے ذریعہ ان لوگوں کو بھی خبردار کریں جنہوں نے آپؐ سے ملاقات کی اور ان کو بھی خبردار کریں جنہوں نے ملاقات نہیں کی لیکن قرآن ان تک پہنچ گیا۔ اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ آخری پیغمبر ہیں اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ قیامت تک اس کی تعلیم اور تلاوت باقی رہے گی اور لوگوں پر اس کا اتباع لازم رہے گا (معارف القرآن) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس تک میرا قرآن پہنچا تو گویا میں نے خود اسے تبلیغ کر دی (ابن کثیر) اس پس منظر میں رسول اللہ ﷺ کے اس حکم کی گہرائی اور گیرائی کو سمجھنے کی کوشش کریں جس میں آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگ میری طرف سے پہنچاؤ خواہ ایک ہی آیت ہو۔

نوٹ:2

زیر مطالعہ آیت نمبر 23 میں کچھ لوگوں کا ذکر ہے جو قسم کھا جائیں گے کہ ہم شرک نہیں کرتے تھے۔ ان کے لئے تفسیر بحر محیط اور مظہری میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو کھلے طور پر کسی کو خدا نہیں کہتے تھے مگر ان کا عمل یہ تھا کہ خدائی کے اختیارات مخلوق کو بانٹ رکھے تھے، انہی سے روزی، صحت، اولاد اور ساری مرادیں مانگا کرتے تھے۔ اور انہی کے نام کی نذر و نیاز کرتے تھے اور اپنے آپ کو مشرک نہ سمجھتے تھے اس لئے میدان حشر میں بھی قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم مشرک نہ تھے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (25 تا 32)

و ق ر

(س) وَقْرًا بھرا ہوا ہونا۔ بوجھل ہونا۔

	وِقْرٌ	اور وِقْرٌ اسم ذات ہے۔ بوجھ، زیر مطالعہ آیت نمبر 25 اور ﴿ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ﴾ (51/الذریات:2)''پھر بوجھ اٹھانے والیوں کی قسم۔''
(ک)	وَقَارَۃً	سنجیدہ اور متین ہونا۔ باوقار ہونا۔
	وَقَارٌ	اسم ذات ہے، سنجیدگی، متانت، عظمت۔ ﴿ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴾ (71/نوح:13) ''تمہیں کیا ہے کہ تم لوگ امید نہیں رکھتے اللہ سے عظمت کی۔''
(تفعیل)	تَوْقِيْرًا	کسی کی تعظیم کرنا۔ ﴿ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ﴾ (48/الفتح:9) ''تا کہ تم لوگ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر اور ان ﷺ کی مدد کرو اور ان ﷺ کی تعظیم کرو۔''

س ط ر

(ن)	سَطْرًا	کسی چیز کی حفاظت کرنا۔ کسی بات کو لکھنا (تا کہ محفوظ ہو جائے) ﴿ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ﴾ (68/القلم:1) ''قسم ہے قلم کی اور اس کی جو یہ لوگ لکھتے ہیں۔''
	مَسْطُوْرٌ	اسم المفعول ہے۔ لکھا ہوا۔ ﴿ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ﴾ (52/الطور:2) ''اور قسم ہے ایک لکھی ہوئی کتاب کی۔''
	مُصَيْطِرٌ	یہ دراصل مُسَيْطِرٌ ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں اس کی ''ص'' کے اوپر ایک چھوٹا سا ''س'' لکھا ہوتا ہے حفاظت کرنے والا۔ داروغہ۔ ﴿ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴾ (88/الغاشیہ:22) ''آپ ﷺ ان پر داروغہ نہیں ہیں۔''
(تفعیل)	تَسْطِيْرًا	بے بنیاد باتیں جمع کرنا۔ فرضی کہانیاں یا قصے بنانا۔ افسانہ یا ناول لکھنا۔
	اُسْطُوْرَۃٌ	ج اَسَاطِيْرُ اسم ذات ہے۔ فرضی کہانی۔ زیر مطالعہ آیت نمبر 25۔
(افتعال)	اِسْتِطَارًا	اہتمام سے لکھنا۔
	مُسْتَطَرٌ	اسم المفعول ہے۔ لکھا ہوا۔ ﴿ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴾ (54/القمر:53) ''اور تمام چھوٹی بڑی چیزیں لکھی ہوئی ہیں۔''

ن ء ی

(ف)	نَاْيًا	(۱) کسی سے بچنا۔ دور ہونا۔ (۲) کسی کو کسی سے بچانا۔ موڑ لینا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔26۔ ﴿ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ﴾ (17/بنی اسرائیل:83) ''اور جب بھی ہم انعام کرتے ہیں انسان پر تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور موڑ لیتا ہے اپنے پہلو کو۔''

و ق ف

(ض)	وَقْفًا	ٹھہرانا۔ روکنا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔27
	قِفْ	فعل امر ہے۔ تو ٹھہرا۔ تو روک۔ ﴿ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ﴾ (37/الصافات:24) ''اور تم لوگ ٹھہراؤ ان کو بیشک یہ لوگ پوچھے جانے والے ہیں۔''
	مَوْقُوْفٌ	اسم المفعول ہے۔ ٹھہرایا ہوا۔ روکا ہوا۔ ﴿ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ﴾ (34/سبا:31) ''اور اگر تو دیکھے جب ظالم لوگ روکے جانے والے ہوں گے اپنے رب کے پاس۔''

ب غ ت

(ف)	بَغْتًا	کسی چیز کا اچانک نمودار ہونا۔
	بَغْتَۃً	حال ہے۔ اچانک۔ بے گمان۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔31۔

ف ر ط

818

(ن) **فُرُوْطًا** آگے بڑھنا۔ حد سے گزرنا۔ کسی پر زیادتی کرنا۔ ﴿اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَآ﴾ (20/طٰہٰ:45)''ہمیں خوف ہے کہ وہ زیادتی کرے ہم پر۔''

فَرْطًا یہ بھی مصدر ہے۔ کسی کام میں کوتاہی کرنا۔ کمی کرنا۔

فُرُطًا حال ہے۔ حد سے گزرا ہوا۔ ﴿وَ کَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا﴾ (18/الکھف:28)''اور تھا ان کا کام حد سے گزرا ہوا۔''

(افعال) **اِفْرَاطًا** حد سے گزارنا۔ زیادہ کرنا۔

مُفْرَطٌ اسم المفعول ہے۔ زیادہ کیا ہوا۔ ﴿لَا جَرَمَ اَنَّ لَھُمُ النَّارَ وَ اَنَّھُمْ مُّفْرَطُوْنَ﴾ (16/النحل:62)''کوئی شک نہیں کہ ان لوگوں کے لیے آگ ہے اور یہ کہ وہ لوگ زیادہ کیے جارہے ہیں۔''

(تفعیل) **تَفْرِیْطًا** مسلسل کوتاہی کرنا۔ کمی کرنا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔31۔

و ز ر

(ض) **وِزْرًا** (1) پہاڑ میں پناہ گاہ بنانا۔ (2) کوئی بوجھل چیز اٹھانا۔ زیر مطالعہ۔ آیت نمبر۔31

وِزْرٌ (ج) اَوْزَارٌ۔ اسم ذات ہے۔ بوجھ۔ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ (6/الانعام:164)''اور نہیں اٹھائے گی کوئی اٹھانے والی کسی دوسری کا بوجھ۔'' ﴿لِیَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَھُمْ کَامِلَۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ یُضِلُّوْنَھُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ﴾ (16/النحل:25)''تاکہ وہ لوگ اٹھائیں اپنے بوجھ پورے پورے اور ان کے بوجھ میں سے بھی انہوں نے گمراہ کیا جن کو کسی علم کے بغیر۔''

وَزَرٌ اسم ذات ہے۔ پناہ گاہ۔ ﴿کَلَّا لَا وَزَرَ﴾ (75/القیمۃ:11)''ہرگز نہیں کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔''

وَازِرٌ اسم الفاعل ہے۔ اٹھانے والا۔ اوپر آیت نمبر (6/الانعام:164) دیکھیں

وَزِیْرٌ فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے ہر حال میں ہمیشہ بوجھ بٹانے والا، معاون۔ ﴿وَ جَعَلْنَا مَعَہٗٓ اَخَاہُ ھٰرُوْنَ وَزِیْرًا﴾ (25/الفرقان:35)''اور ہم نے بنایا ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون کو ایک معاون۔''

ل ھ و

(ف۔ن) **لَھْوًا** (1) مانوس ہونا۔ پسند کرنا۔ (2) کسی چیز سے غافل ہونا (پسندیدہ چیز میں مشغول ہونے کے سبب سے)

لَاہٍ فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ غافل ہونے والا یعنی غافل۔ ﴿لَاھِیَۃً قُلُوْبُھُمْ﴾ (21/الانبیاء:3)''غافل ہوتے ہوئے ان کے دل۔''

لَھْوٌ اسم ذات ہے۔ ہر وہ چیز جس کا شغل کسی اہم کام سے غافل کردے۔ تماشا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر 32۔

(افعال) **اِلْھَاءً** کسی کو کسی چیز سے غافل کرنا۔ ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّ لَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ﴾ (24/النور:37)''غافل نہیں کرتی ان کو تجارت اور نہ ہی خرید وفروخت اللہ کی یاد سے۔''

(تفعل) **تَلَھِّیْ** کسی سے غفلت برتنا۔ ﴿فَاَنْتَ عَنْہُ تَلَھّٰی﴾ (80/عبس:10)''تو آپ نے اس سے غفلت برتی۔''

ترکیب

اَکِنَّۃً اور وَقْرًا، یہ دونوں جَعَلْنَا کے مفعول ہیں۔ (6/الانعام:27) وَلَوْتَرٰی شرطیہ ہے اس لئے اِذْ وُقِفُوْا اور فَقَالُوْا کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔ یٰلَیْتَنَا حرف تمنا ہے، نُرَدُّ تمنا ہے لَا نُکَذِّبَ اور نَکُوْنَ واو صرف کی وجہ سے جواب تمنا ہیں۔ حالت نصب میں ہیں۔

ترجمہ

818

وَمِنْهُمْ مَّنْ	يَّسْتَمِعُ	اِلَيْكَ	وَ	جَعَلْنَا	عَلٰى قُلُوْبِهِمْ	اَكِنَّةً
اوران میں وہ بھی ہیں جو	کان لگاتے ہیں	آپ کی طرف	حالانکہ	ہم نے بنائے	ان کے دلوں پر	کچھ پردے

اَنْ	يَّفْقَهُوْهُ	وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ	وَقْرًا	وَاِنْ	يَّرَوْا	كُلَّ اٰيَةٍ
کہ	وہ (نہ) سمجھیں اس کو	اوران کے کانوں میں	ایک بوجھ	اور اگر	وہ دیکھیں	ساری نشانیاں

لَّا يُؤْمِنُوْا	بِهَا	حَتّٰٓى	اِذَا	جَآءُوْكَ	يُجَادِلُوْنَكَ
تب بھی ایمان نہیں لائیں گے	اس پر	یہاں تک کہ	جب بھی	وہ آتے ہیں آپ کے پاس	تو بحث کرتے ہیں آپ سے

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اِنْ	هٰذَآ	اِلَّآ	اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٥﴾	وَهُمْ
کہتے ہیں ان سے جنہوں نے	کفر کیا	نہیں ہے	یہ	مگر	پہلے لوگوں کے افسانے	اور وہ

يَنْهَوْنَ	عَنْهُ	وَيَنْئَوْنَ	عَنْهُ	وَاِنْ	يُّهْلِكُوْنَ	اِلَّآ
روکتے ہیں	اس سے	اور وہ دور ہوتے ہیں	اس سے	اور نہیں	ہلاک کرتے وہ	مگر

اَنْفُسَهُمْ	وَ	مَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٦﴾	وَلَوْ	تَرٰٓى	اِذْ	وُقِفُوْا
اپنے آپ کو	اس حال میں کہ	وہ شعور نہیں رکھتے	اور اگر	تو دیکھے	جب	وہ لوگ ٹھہرائے جائیں گے

عَلَى النَّارِ	فَقَالُوْا	يٰلَيْتَنَا	نُرَدُّ	وَ	لَا نُكَذِّبَ	بِاٰيٰتِ رَبِّنَا
آگ پر	تو کہیں گے	اے کاش	ہم لوٹائے جاتے	اور	ہم نہ جھٹلاتے	اپنے رب کی نشانیوں کو

وَ	نَكُوْنَ	مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢٧﴾	بَلْ	بَدَا	لَهُمْ	مَّا
اور	ہم ہوجاتے	ایمان والوں میں سے	بلکہ	نمایاں ہوا	ان کے لئے	وہ جو

كَانُوْا يُخْفُوْنَ	مِنْ قَبْلُ	وَلَوْ	رُدُّوْا	لَعَادُوْا	لِمَا	نُهُوْا
وہ لوگ چھپاتے تھے	اس سے پہلے	اور اگر	وہ لوٹائے جائیں	تو ضرور دوبارہ کریں گے	اس کو	انہیں روکا گیا

عَنْهُ	وَاِنَّهُمْ	لَكٰذِبُوْنَ ﴿٢٨﴾	وَقَالُوْٓا	اِنْ	هِيَ	اِلَّا
جس سے	اور بے شک یہ لوگ	یقیناً جھوٹ کہنے والے ہیں	اور انہوں نے کہا	نہیں ہے	یہ	مگر

حَيَاتُنَا الدُّنْيَا	وَمَا نَحْنُ	بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿٢٩﴾	وَلَوْ تَرٰٓى	اِذْ وُقِفُوْا	عَلٰى رَبِّهِمْ
ہماری دنیا کی زندگی	اور نہیں ہیں ہم	اٹھائے جانے والے	اور اگر تو دیکھے	جب وہ ٹھہرائے جائیں گے	ان کے رب کے سامنے

قَالَ	اَلَيْسَ هٰذَا	بِالْحَقِّ	قَالُوْا	بَلٰى	وَرَبِّنَا	قَالَ
وہ (یعنی رب) کہے گا	کیا یہ نہیں ہے	حق	وہ لوگ کہیں گے	کیوں نہیں	ہمارے رب کی قسم	وہ کہے گا

فَذُوْقُوا	الْعَذَابَ	بِمَا	كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٠﴾	قَدْ خَسِرَ	الَّذِيْنَ 818	كَذَّبُوْا
توتم لوگ چکھو	عذاب کو	بسبب اس کے جو	تم لوگ کفر کرتے تھے	گھاٹے میں رہے	وہ لوگ جنہوں نے	جھٹلایا

بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ ۭ	حَتّٰٓي	اِذَا	جَاۗءَتْهُمُ	السَّاعَةُ	بَغْتَةً	قَالُوْا
اللہ کی ملاقات کو	یہاں تک کہ	جب بھی	آتی ہے ان کے پاس	(موت) کی گھڑی	بے گمان	تو کہتے ہیں

يٰحَسْرَتَنَا	عَلٰي مَا	فَرَّطْنَا	فِيْهَا ۙ	وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ	اَوْزَارَهُمْ	عَلٰي ظُهُوْرِهِمْ ۭ
ہائے ہماری حسرت	اس پر جو	ہم نے کوتاہی کی	اس میں	اور وہ لوگ اٹھائیں گے	اپنے بوجھ	اپنی پیٹھوں پر

اَلَا	سَاۗءَ	مَا	يَزِرُوْنَ ﴿٣١﴾	وَمَا	الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ	اِلَّا
خبردار	برا ہے	وہ جو	یہ بوجھ اٹھاتے ہیں	اور نہیں ہے	دنیوی زندگی	مگر

لَعِبٌ	وَّلَهْوٌ ۭ	وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ	خَيْرٌ	لِّلَّذِيْنَ	يَتَّقُوْنَ ۭ	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٣٢﴾
ایک کھیل	اور ایک تماشا	اور یقیناً آخری گھر	بہتر ہے	ان کے لئے جو	تقویٰ کرتے ہیں	کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے

نوٹ:1 زیر مطالعہ آیت نمبر 32 میں دنیا کی زندگی کو کھیل اور تماشا کہا گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں کوئی سنجیدگی نہیں ہے۔ دراصل اس کو کھیل اور تماشے سے اس لئے تشبیہ دی گئی ہے کہ یہاں حقیقت کے مخفی ہونے کی وجہ سے بے بصیرت اور ظاہر پرست انسانوں کے لیے غلط فہمیوں میں مبتلا ہونے کے بہت سے اسباب موجود ہیں، جن میں پھنس کر کچھ انسان ایسا عجیب طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں کہ ان کی زندگی محض ایک کھیل اور تماشا بن کر رہ جاتی ہے۔ (تفہیم القرآن)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے ذکر اللہ یا عالم یا طالب علم کے۔ امام جزریؒ کی تصریح کے مطابق دنیا کا ہر وہ کام جو اللہ کی اطاعت میں کیا جائے وہ سب ذکر اللہ میں داخل ہے۔ اس معلوم ہوا کہ دنیا کے سب ضروری کام، جائز طریقے سے روزی کمانا اور دوسری ضروریات جو حدود شریعت سے باہر نہ ہوں، وہ سب ذکر اللہ میں داخل ہیں۔ احادیث میں اہل و عیال اقرباء، احباب، پڑوسی، مہمان وغیرہ کے حقوق کی ادائیگی کو صدقہ اور عبادت سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (33 تا 37)

ج ح د

(ف) جَحْدًا اس کا انکار کرنا جس کا دل میں اقرار ہو۔ جانتے بوجھتے انکار کرنا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر 33۔

ترکیب اِنَّهٗ میں ضمیر الشان ہے۔ لَيَحْزُنُكَ کا فاعل اَلَّذِيْ ہے۔ اَلظّٰلِمِيْنَ پر لام تعریف ہے۔ (آیت:34) رُسُلٌ اسم عاقل کی جمع مکسر ہے۔ اس لئے واحد مونث کا صیغہ كُذِّبَتْ بھی جائز ہے۔ جَاۗءَكَ کا فاعل اَنْۢبَاۗءُ محذوف ہے۔ نَبَاِی میں یا زائدہ ہے۔ یہ اصلاً مِنْ نَبَاِ تھا۔ اَلْمُرْسَلِيْنَ کا مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین ختم ہوئی ہے۔ (آیت:35) اِنْ شرطیہ کی وجہ سے كَانَ کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ فَتَاْتِيَهُمْ میں فاسببیہ کی وجہ سے تَاْتِيَ حالت نصب میں آیا ہے (آیت:37) نُزِّلَ کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے اٰيَةٌ حالت رفع میں ہے۔

ترجمہ

818

قَدۡ نَعۡلَمُ	اِنَّهٗ	لَيَحۡزُنُكَ	الَّذِيۡ	يَقُوۡلُوۡنَ	فَاِنَّهُمۡ
ہم جان چکے ہیں	کہ یہ حقیقت ہے کہ	بے شک غمگین کرتی ہے آپؐ کو	وہ (بات) جو	وہ لوگ کہتے ہیں	تو بیشک یہ لوگ

لَا يُكَذِّبُوۡنَكَ	وَلٰكِنَّ	الظّٰلِمِيۡنَ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	يَجۡحَدُوۡنَ ۝٣٣	وَلَقَدۡ كُذِّبَتۡ
نہیں جھٹلاتے آپؐ کو	اور لیکن (یعنی بلکہ)	یہ ظالم لوگ	اللہ کی نشانیوں کا	جانتے بوجھتے انکار کرتے ہیں	اور بیشک جھٹلائے جا چکے ہیں

رُسُلٌ	مِّنۡ قَبۡلِكَ	فَصَبَرُوۡا	عَلٰى مَا	كُذِّبُوۡا	وَاُوۡذُوۡا	حَتّٰٓى
بہت سے رسول	آپؐ سے پہلے	تو وہ ثابت قدم رہے	اس پر جس پر	انہیں جھٹلایا گیا	اور انہیں اذیت دی گئی	یہاں تک کہ

اَتٰٮهُمۡ	نَصۡرُنَا ۚ	وَلَا مُبَدِّلَ	لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ	وَلَقَدۡ جَآءَكَ
آئی ان کے پاس	ہماری مدد	اور کوئی بھی بدلنے والا نہیں ہے	اللہ کے فرمانوں کو	اور بیشک آ چکی ہیں آپؐ کے پاس (کچھ خبریں)

مِنۡ نَّبَاِى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۝٣٤	وَاِنۡ كَانَ	كَبُرَ	عَلَيۡكَ	اِعۡرَاضُهُمۡ	فَاِنِ	اسۡتَطَعۡتَ
بھیجے ہوؤں (یعنی رسولوں) کی خبر میں سے	اور اگر ہے	بہت بھاری	آپؐ پر	ان کا اعراض کرنا	تو اگر	آپؐ میں استطاعت ہے

اَنۡ	تَبۡتَغِىَ	نَفَقًا	فِى الۡاَرۡضِ	اَوۡ	سُلَّمًا	فِى السَّمَآءِ
کہ	آپؐ تلاش کریں	کوئی سرنگ	زمین میں	یا	کوئی سیڑھی	آسمان میں

فَتَاۡتِيَهُمۡ	بِاٰيَةٍ ؕ	وَلَوۡ	شَآءَ	اللّٰهُ	لَجَمَعَهُمۡ	عَلَى الۡهُدٰى
تو آپؐ! لے آئیں ان کے پاس	کوئی نشانی	اور اگر	چاہتا	اللہ	تو جمع کر دیتا ان کو	ہدایت پر

فَلَا تَكُوۡنَنَّ	مِنَ الۡجٰهِلِيۡنَ ۝٣٥	اِنَّمَا	يَسۡتَجِيۡبُ	الَّذِيۡنَ	يَسۡمَعُوۡنَ ؕ
پس آپؐ ہرگز نہ ہوں	نادانوں میں سے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	جواب دیتے ہیں (یعنی مانتے ہیں)	وہ لوگ جو	سنتے ہیں

وَالۡمَوۡتٰى	يَبۡعَثُهُمُ	اللّٰهُ	ثُمَّ	اِلَيۡهِ	يُرۡجَعُوۡنَ ۝٣٦	وَقَالُوۡا
اور مردے!	اٹھائے گا ان کو	اللہ	پھر	اس کی طرف ہی	وہ لوٹائے جائیں گے	اور انہوں نے کہا

لَوۡلَا	نُزِّلَ	عَلَيۡهِ	اٰيَةٌ	مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ	قُلۡ	اِنَّ اللّٰهَ
کیوں نہیں	اتاری گئی	انؐ پر	کوئی نشانی	انؐ کے رب (کی طرف) سے	آپؐ کہیے	یقیناً اللہ

قَادِرٌ	عَلٰٓى	اَنۡ	يُّنَزِّلَ	اٰيَةً	وَّلٰكِنَّ	اَكۡثَرَهُمۡ	لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝٣٧
قدرت رکھنے والا ہے	اس پر	کہ	کہ وہ اتارے	کوئی نشانی	اور لیکن	ان کے اکثر	علم نہیں رکھتے

نوٹ: 1

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دیکھتے تھے کہ اس قوم کو سمجھاتے ہوئے مدت گزر گئی ہے اور یہ راہ راست پر نہیں آتے تو

آپؐ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اللہ کی طرف سے کوئی ایسی نشانی ظاہر ہو کہ یہ لوگ ایمان لے آئیں۔ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ یہ اللہ کی اس حکمت کے خلاف ہے جس کے تحت اس نے انسان کو دنیا میں ایک ذمہ دار مخلوق کی حیثیت سے پیدا کیا ہے، اسے تصرف کے اختیارات دیئے ہیں، اطاعت اور نافرمانی کی آزادی بخشی ہے، امتحان کی مہلت عطا کی ہے اور اس کے طرزِ عمل کے مطابق جزا و سزا دینے کے لیے فیصلے کا ایک وقت مقرر کر دیا ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (38 تا 45)

ترکیب

(آیت:38) مِنْ دَآبَّةٍ کے مِنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے طٰٓئِرٍ حالت جر میں ہے اور یہ نکرہ مخصوصہ ہے۔ جَنَاحَيْ دراصل جَنَاحَيْنِ (تثنیہ) تھا۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا ہے۔ اُمَمٌ خبر ہے اور اس کا مبتدا محذوف ہے (آیت:39) فِي ظُلُمٰتٍ قائم مقام خبر ہے اور اس کا بھی مبتدا محذوف ہے۔ (آیت:40) تَدْعُوْنَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے غَيْرَ اللّٰهِ حالت نصب میں ہے۔ (آیت:42) لَقَدْ اَرْسَلْنَا کا مفعول رُسُلًا محذوف ہے۔ (آیت:43) فَلَوْلَا فعل تَضَرَّعُوْا سے متعلق ہے۔ درمیان میں اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا جملہ معترضہ ہے۔

وَمَا	مِنْ دَآبَّةٍ	فِي الْاَرْضِ	وَلَا	طٰٓئِرٍ	يَّطِيْرُ	بِجَنَاحَيْهِ
اور نہیں ہے	کوئی بھی چلنے والا	زمین میں	اور نہ ہی ہے	کوئی بھی اڑانے والا	جو اڑتا ہے	اپنے دونوں پروں پر

اِلَّآ	اُمَمٌ	اَمْثَالُكُمْ ؕ	مَا فَرَّطْنَا	فِي الْكِتٰبِ	مِنْ شَيْءٍ	ثُمَّ
مگر یہ کہ	وہ (بھی) امتیں ہیں	تم لوگوں کی مانند	ہم نے کمی نہیں کی	کتاب میں	کچھ بھی	پھر

اِلٰى رَبِّهِمْ	يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾	وَالَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	صُمٌّ	وَّبُكْمٌ
ان کے رب کی طرف ہی	وہ سب جمع کئے جائیں گے	اور وہ لوگ جنہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	بہرے ہیں	اور گونگے ہیں

فِي الظُّلُمٰتِ ؕ	مَنْ	يَّشَاِ	اللّٰهُ	يُضْلِلْهُ ؕ	وَمَنْ	يَّشَاْ
(وہ لوگ) اندھیروں میں ہیں	جس کو	چاہتا ہے	اللہ	(تو) وہ گمراہ کرتا ہے اس کو	اور جس کو	وہ چاہتا ہے

يَجْعَلْهُ	عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾	قُلْ	اَ	رَءَيْتَكُمْ	اِنْ	اَتٰىكُمْ
(تو) وہ ڈالتا ہے اس کو	ایک سیدھے راستے پر	آپ کہیے	کیا	تو نے دیکھا اپنے لوگوں کو	کہ اگر	آئے تمہارے پاس

عَذَابُ اللّٰهِ	اَوْ	اَتَتْكُمُ	السَّاعَةُ	اَ	غَيْرَ اللّٰهِ	تَدْعُوْنَ ج
اللہ کا عذاب	یا	آئے تم پر	قیامت	تو کیا	اللہ کے علاوہ (کسی) کو	تم لوگ پکارو گے

اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾	بَلْ اِيَّاهُ	تَدْعُوْنَ	فَيَكْشِفُ	مَا
اگر	تم لوگ ہو	سچ کہنے والے	بلکہ صرف اس کو ہی	تم لوگ پکارتے ہو	تو وہ کھول دیتا ہے	اس کو

تَدْعُوْنَ	اِلَيْهِ	اِنْ	شَآءَ	وَتَنْسَوْنَ	مَا	تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ ع
تم لوگ پکارتے ہو	جس کے لئے	اگر	وہ چاہتا ہے	اور بھول جاتے ہو	اس کو جس کو	تم لوگ شریک کرتے ہو

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ	اِلٰٓى اُمَمٍ	مِّنْ قَبْلِكَ	فَاَخَذْنٰهُمْ	بِالْبَاْسَآءِ	وَالضَّرَّآءِ	818 لَعَلَّهُمْ
اور ہم بھیج چکے ہیں (رسولوں کو)	امتوں کی طرف	آپؐ سے پہلے	پھر ہم نے پکڑا ان کو	سختی سے	اور تکلیف سے	شائد کہ وہ لوگ

يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾	فَلَوْلَآ	اِذْ جَآءَهُمْ	بَاْسُنَا	تَضَرَّعُوْا	وَلٰكِنْ	قَسَتْ
گڑگڑائیں	تو کیوں نہیں	جب آئی ان کے پاس	ہماری سختی	وہ لوگ گڑگڑاتے	اور لیکن	سخت ہوئے

قُلُوْبُهُمْ	وَزَيَّنَ	لَهُمُ	الشَّيْطٰنُ	مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾	فَلَمَّا
ان کے دل	اور مزین کیا	ان کے لئے	شیطان نے	اس کو جو	وہ لوگ کرتے تھے	پھر جب

نَسُوْا	مَا	ذُكِّرُوْا	بِهٖ	فَتَحْنَا	عَلَيْهِمْ	اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۭ
وہ بھولے	اس کو	ان کی یاددہانی کرائی گئی	جس سے	تو ہم نے کھول دیئے	ان پر	ہر چیز کے دروازے

حَتّٰٓى	اِذَا	فَرِحُوْا	بِمَآ	اُوْتُوْٓا	اَخَذْنٰهُمْ	بَغْتَةً
یہاں تک کہ	جب	وہ بہت خوش ہوئے	اس سے جو	دیا گیا ان کو	تو ہم نے پکڑا ان کو	اچانک

فَاِذَا	هُمْ	مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾	فَقُطِعَ	دَابِرُ الْقَوْمِ	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا ۭ
تب پھر	وہ لوگ	انتہائی غمگین ہوئے	پھر کاٹی گئی	اس قوم کی جڑ	جنھوں نے	ظلم کیا

وَالْحَمْدُ	لِلّٰهِ	رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾
اور تمام شکر	اللہ ہی کے لئے ہے	جو تمام جہانوں کا رب ہے

نوٹ 1: اس کائنات میں زمین ہو یا فضاؤں میں، جہاں کہیں جو بھی چیز ہے، ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی صناعی، قدرت اور سجانیت (Perfectionism) کی نشانیاں موجود ہیں جن کو دیکھ کر انسان اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات کا ادراک حاصل کر سکتا ہے۔ یہ کیسی نشانیاں ہیں اور ان سے کیا مراد ہے، اس بات کو ایک مثال سے سمجھیں۔ اگر کسی پارک میں گھاس، بوٹے، جھاڑیاں وغیرہ بے ترتیبی سے اُگے ہوئے ہیں تو اسے دیکھنے والا ہر شخص یہی کہے گا کہ اس پارک کا کوئی مالی نہیں ہے۔ دوسرے پارک میں گھاس ہموار ہے، بوٹے ترتیب سے لگے ہیں اور جھاڑیاں تراش کر کیاریاں بنی ہوئی ہیں لیکن مالی کہیں نظر نہیں آ رہا ہے پھر بھی باغ کی حالت دیکھ کر ہر شخص مالی کے وجود کو بھی تسلیم کرے گا اور اس کی صلاحیت کا بھی اسے اندازہ ہو جائے گا۔

اسی طرح ہر جاندار کے جسم میں ایک نظام اپنا کام کر رہا ہے اور خود کائنات میں ایک نظم و ترتیب موجود ہے جسے دیکھ کر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس کا ایک خالق ہے جو ہر قسم کے نقص اور عیب سے پاک ہے اور یہ سب کچھ خود بخود میں آنے والی چیز نہیں ہے۔ اسی بنیاد پر "عظیم دھماکہ" (Big Bang) تھیوری پر تنقید کرتے ہوئے اور اسے رد کرتے ہوئے ایک مغربی سائنسدان نے کہا ہے کہ یہ بات ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ ایک پریس میں دھماکہ ہوا اور ایک عظیم لغت (Dictionary) خود بخود وجود میں آ گئی۔

کائنات کی ہر چیز میں اپنے وجود اور اپنی صفات کی نشانیاں میں مشاہدہ اور غور و فکر کی صلاحیتیں ودیعت کر کے اللہ تعالیٰ نے نتیجہ اخذ کرنے اور اپنی رائے قائم کرنے کے لئے انسان کو آزاد چھوڑ دیا ہے۔ انسان کی اس آزادی میں وہ مداخلت نہیں کرتا۔

اس وجہ سے انسان تین گروہوں میں تقسیم ہوجاتے۔ایک گروہ ان لوگوں کا ہے جو کائنات اور زندگی کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے اپنی صلاحیتوں کو 818 استعمال کرنے کے بجائے انہیں باہمی تکاثر اور تفاخر پر صرف کردیتے ہیں۔ یہ لوگ بہروں اور گونگوں کی مانند ہیں اور لاعلمی کے اندھیروں میں بھٹکے رہتے ہیں، خواہ اپنے پیشے میں ماسٹرس اور ڈاکٹریٹ کرلیں۔ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا فتویٰ تو یہی ہے۔

پھر جو لوگ اپنی صلاحیتوں کو کائنات اور زندگی کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے استعمال کرتے ہیں، ان میں سے کسی کو گمراہی ملتی ہے۔اور کسی کو یہی نشانیاں سیدھی راہ پر ڈال دیتی ہیں۔اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ کون کسی نیت اور ارادے سے تحقیق وجستجو کرتا ہے۔جو ایک نامور سائنسدان اور موجد بننے کے لئے کرتا ہے، اس کے حصے میں مادہ پرستی آتی ہے اور جو واقعی زندگی ک مقصد کا متلاشی ہوتا ہے۔اس کو یہی نشانیاں سیدھی راہ پر ڈال دیتی ہیں۔

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے وضع کردہ اصولوں اور نظام کے تحت ہوتا ہے اس لئے گمراہ کرنے اور ہدایت دینے کے عمل کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔جبکہ رائے قائم کرنے اور فیصلہ کرنے کے اختیار اور آزادی کی بنیاد پر انسان کی ذمہ داری اور جوابدہی برقرار رہتی ہے۔

آیت نمبر (46تا50)

ص د ف

(ض) صَدْفًا ہٹانا۔کنارے کرنا(متعدی) پھر جانا۔کنارہ کش ہونا(لازم) زیر مطالعہ آیت نمبر46۔

صَدَفٌ اسم ذات ہے۔کسی چیز کا کنارہ۔﴿حَتّٰۗي اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ﴾ (18/ الکھف:96)''یہاں تک کہ جب برابر کردیا دونوں کناروں کے درمیان کو۔''

ترکیب

(آیت:47)بَغْتَةً اور جَهْرَةً حال ہیں۔اسی لئے حالت نصب میں ہیں۔يُهْلَكُ کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے اَلْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ حالت رفع میں ہے۔(آیت:48) اَصْلَحَ کا مفعول محذوف ہے جو کہ اَنْفُسَهُمْ ہوسکتا ہے۔(آیت:50) اِنْ اَتَّبِعُ کا اِنْ نافیہ ہے کیونکہ آگے اِلَّا آرہا ہے۔''

ترجمہ

قُلْ	اَ	رَءَيْتُمْ	اِنْ	اَخَذَ	اللّٰهُ	سَمْعَكُمْ
آپؐ کہیے	کیا	تم لوگوں نے غور کیا	(کہ) اگر	پکڑ لے	اللہ	تمہاری سماعت کو

وَاَبْصَارَكُمْ	وَخَتَمَ	عَلٰي قُلُوْبِكُمْ	مَّنْ	اِلٰهٌ	غَيْرُ اللّٰهِ	يَاْتِيْكُمْ
اور تمہاری بصارت کو	اور وہ مہر لگادے	تمہارے دلوں پر	تو کون	الہ ہے	اللہ کے علاوہ	جو لادے تمہارے پاس

بِهٖ	اُنْظُرْ	كَيْفَ	نُصَرِّفُ	الْاٰيٰتِ	ثُمَّ	هُمْ
اس کو	آپؐ دیکھیں	کیسے	ہم گھماتے ہیں	نشانیوں (یعنی دلیلوں) کو	پھر (بھی)	وہ لوگ

يَصْدِفُوْنَ ۝۴۶	قُلْ	اَ	رَءَيْتَكُمْ	اِنْ	اَتٰىكُمْ	عَذَابُ اللّٰهِ
کنارہ کش ہوتے ہیں	آپؐ کہیے	کیا	تونے دیکھا اپنوں کو	(کہ) اگر	آئے تمہارے پاس	اللہ کا عذاب

بَغۡتَةً	اَوۡ	جَهۡرَةً	هَلۡ	يُهۡلَكُ	اِلَّا	الۡقَوۡمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۴۷﴾
اچانک	یا	کھلم کھلا	تو کیا (یعنی کون)	ہلاک کیا جائے گا	سوائے	ظلم کرنے والی قوم کے

وَمَا نُرۡسِلُ	الۡمُرۡسَلِيۡنَ	اِلَّا	مُبَشِّرِيۡنَ	وَمُنۡذِرِيۡنَ ۚ	فَمَنۡ	اٰمَنَ
اور ہم نہیں بھیجتے	بھیجے ہوؤں کو	مگر	بشارت دینے والا	اور خبردار کرنے والا ہوتے ہوئے	پھر جو	ایمان لایا

وَاَصۡلَحَ	فَلَا خَوۡفٌ	عَلَيۡهِمۡ	وَلَا	هُمۡ	يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۴۸﴾	وَالَّذِيۡنَ
اور اس نے اصلاح کی (اپنی)	تو کوئی خوف نہیں ہے	ان پر	اور نہ ہی	وہ لوگ	غمگین ہوتے ہیں	اور وہ لوگ جنہوں نے

كَذَّبُوۡا	بِاٰيٰتِنَا	يَمَسُّهُمُ	الۡعَذَابُ	بِمَا	كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ ﴿۴۹﴾	قُلۡ
جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	پہنچے گا ان کو	عذاب	بسبب اس کے جو	وہ لوگ نافرمانی کرتے تھے	آپ ﷺ کہیے

لَّاۤ اَقُوۡلُ	لَكُمۡ	عِنۡدِىۡ	خَزَآئِنُ اللّٰهِ	وَلَاۤ اَعۡلَمُ	الۡغَيۡبَ	وَلَاۤ اَقُوۡلُ
میں نہیں کہتا	تم لوگوں سے	کہ میرے پاس	اللہ کے خزانے ہیں	اور نہ ہی میں جانتا ہوں	غیب کو	اور نہ ہی میں کہتا ہوں

لَكُمۡ	اِنِّىۡ	مَلَكٌ ۚ	اِنۡ اَتَّبِعُ	اِلَّا	مَا	يُوۡحٰۤى
تم لوگوں سے	کہ میں	کوئی فرشتہ ہوں	میں پیروی نہیں کرتا	مگر	اس کی جو	وحی کیا گیا

اِلَىَّ ؕ	قُلۡ	هَلۡ	يَسۡتَوِى	الۡاَعۡمٰى	وَالۡبَصِيۡرُ ؕ	اَفَلَا تَتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۵۰﴾
میری طرف	آپ ﷺ کہیے	کیا	برابر ہوتے ہیں	اندھے	اور دیکھنے والے	تو کیا تم لوگ غور وفکر نہیں کرتے

آیت نمبر (51 تا 55)

ط ر د

(ن) **طَرَدًا**: کسی کو حقیر سمجھ کر دور کرنا۔ دھتکارنا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر 52۔

طَارِدٌ: اسم الفاعل ہے۔ دھتکارنے والا۔ ﴿وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۱۴﴾﴾ (26/الشعراء:114) ”اور میں مومنوں کو دھتکارنے والا نہیں ہوں۔“

ترکیب

(آیت:51) بِهٖ میں ضمیر گزشتہ آیت میں مَا يُوۡحٰۤى کے لیے ہے یعنی قرآن مجید۔ مِنۡ دُوۡنِهٖ میں ضمیر ربّ کے لئے ہے۔ (آیت:52) يُرِيۡدُوۡنَ حال ہے يَدۡعُوۡنَ کا۔ فعل نہی اور فعل نفی کے جواب میں اگر فعل مضارع آتا ہے تو وہ حالت نصب میں ہوتا ہے۔ یہاں فَتَطۡرُدَ کی نصب فعل نہی وَلَا تَطۡرُدِ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ فعل نفی مَا عَلَيۡكَ مِنۡ حِسَابِهِمۡ کی وجہ سے ہے جبکہ فَتَكُوۡنَ فا سببیہ کی وجہ سے نصب میں ہے۔ (آیت:53) لِيَقُوۡلُوۡۤا پر لامِ کَیۡ نہیں بلکہ لامِ عاقبت ہے۔ (آیت:54) اَنَّهٗ میں ضمیر الشان ہے جبکہ فَاَنَّهٗ میں ضمیر رب کے لیے ہے مَنۡ عَمِلَ کا مَنۡ شرطیہ ہے۔ اس لئے ترجمہ حال میں ہوگا۔ (آیت:55) تَسۡتَبِيۡنَ واحد مونث کا صیغہ ہے اور سَبِيۡلُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ اس کا فاعل ہے۔

ترجمہ

وَاَنۡذِرۡ	بِهِ	الَّذِيۡنَ	يَخَافُوۡنَ	اَنۡ	يُّحۡشَرُوۡۤا	اِلٰى رَبِّهِمۡ
اور آپ ﷺ خبردار کریں	اس سے	ان لوگوں کو جو	ڈرتے ہیں	کہ	وہ اکٹھا کئے جائیں گے	اپنے رب کی طرف

لَيْسَ	لَهُمْ	مِّنْ دُوْنِهٖ	وَلِيٌّ	وَّلَا شَفِيْعٌ	لَّعَلَّهُمْ	يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾ 818
نہیں ہے	ان کے لیے	جس کے علاوہ	کوئی کارساز	اور نہ ہی کوئی شفاعت کرنے والا	شائد کہ وہ لوگ	تقویٰ کریں

وَلَا تَطْرُدِ	الَّذِيْنَ	يَدْعُوْنَ	رَبَّهُمْ	بِالْغَدٰوةِ	وَالْعَشِيِّ	يُرِيْدُوْنَ
اور آپؐ مت دور کریں	ان لوگوں کو جو	پکارتے ہیں	اپنے رب کو	صبح سویرے	اور شاموں کو	چاہتے ہوئے

وَجْهَهٗ ؕ	مَا عَلَيْكَ	مِنْ حِسَابِهِمْ	مِّنْ شَيْءٍ	وَّمَا	مِنْ حِسَابِكَ
اس کے چہرے (یعنی توجہ) کو	نہیں ہے آپؐ پر	ان کے حساب میں سے	کچھ بھی	اور نہیں ہے	آپؐ کے حساب میں سے

عَلَيْهِمْ	مِّنْ شَيْءٍ	فَتَطْرُدَهُمْ	فَتَكُوْنَ	مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾	وَكَذٰلِكَ	فَتَنَّا
ان لوگوں پر	کچھ بھی	پھر بھی آپؐ دور کریں گے ان کو	تو آپؐ ہو جائیں گے	ظلم کرنے والوں میں سے	اور اس طرح	ہم نے آزمایا

بَعْضَهُمْ	بِبَعْضٍ	لِّيَقُوْلُوْٓا	اَ	هٰٓؤُلَآءِ	مَنَّ	اللّٰهُ
ان کے بعض کو	بعض سے	تو وہ لوگ کہتے ہیں	کیا	یہ لوگ ہیں	احسان کیا	اللہ نے

عَلَيْهِمْ	مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ	اَ	لَيْسَ	اللّٰهُ	بِاَعْلَمَ	بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾
جن پر	ہمارے درمیان سے	(تو) کیا	نہیں ہے	اللہ	سب سے زیادہ جاننے والا	شکر کرنے والوں کو

وَاِذَا	جَآءَكَ	الَّذِيْنَ	يُؤْمِنُوْنَ	بِاٰيٰتِنَا	فَقُلْ	سَلٰمٌ
اور جب بھی	آئیں آپؐ کے پاس	وہ لوگ جو	ایمان رکھتے ہیں	ہماری نشانیوں پر	تو آپؐ کہیں	سلامتی ہے

عَلَيْكُمْ	كَتَبَ	رَبُّكُمْ	عَلٰى نَفْسِهِ	الرَّحْمَةَ ۙ	اَنَّهٗ	مَنْ
تم لوگوں پر	لکھا (یعنی لازم کیا)	تمہارے رب نے	اپنے آپ پر	رحمت کو	حقیقت یہ ہے کہ	جو

عَمِلَ	مِنْكُمْ	سُوْٓءًا	بِجَهَالَةٍ	ثُمَّ	تَابَ	مِنْۢ بَعْدِهٖ
کرتا ہے	تم میں سے	کوئی برائی	نادانی سے	پھر	وہ توبہ کرتا ہے	اس کے بعد

وَاَصْلَحَ	فَاَنَّهٗ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾	وَكَذٰلِكَ	نُفَصِّلُ
اور اصلاح کرتا ہے	تو یہ کہ وہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اور اس طرح	ہم کھول کھول کر بتاتے ہیں

الْاٰيٰتِ	وَلِتَسْتَبِيْنَ	سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ ع
نشانیوں کو	اور تاکہ واضح ہو جائے	مجرموں کا راستہ

نوٹ:1 آیات مذکورہ سے چند ہدایات واضح ہوتی ہیں۔ اوّلاً یہ کہ کسی ظاہری خستہ حالی کو دیکھ کر اس کو حقیر سمجھنا درست نہیں ہے۔ بسا اوقات ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اللہ کے نزدیک نہایت معزز ہوتے ہیں۔ ثانیاً یہ کہ شرافت کا معیار محض دنیا کی دولت و ثروت کو سمجھنا انسانیت کی توہین ہے۔ ثالثاً یہ کہ کسی قوم کے مصلح اور مبلغ کے لئے اگرچہ تبلیغ بھی ضروری ہے جس میں

ماننے والے اور نہ ماننے والے سب مخاطب ہوں، لیکن ان لوگوں کا حق مقدم ہے، جو ان تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔ رابعاً یہ کہ جو شخص انعامات
818
الٰہیہ کی زیادتی کا طالب ہو، اس پر لازم ہے کہ قول و عمل سے شکر گزاری کو اپنا شعار بنائے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (56تا60)

س ق ط

(ن) سُقُوْطًا: بلندی سے پستی میں گرنا۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔59

سُقِطَ: سَقَطَ فعل لازم ہے۔ پھر بھی ایک محاورہ میں اس کا مجہول سُقِطَ آتا ہے لیکن وہاں بھی معنی لازم کے دیتا ہے۔ سُقِطَ فِیْ یَدِہٖ کا مطلب ہے لغزش کرنا۔ نادم ہونا۔ ﴿ وَلَمَّا سُقِطَ فِیْۤ اَیْدِیْهِمْ ﴾ (7/الاعراف:149) ’’اور جب وہ لوگ پچھتائے۔‘‘

سَاقِطٌ: اسم الفاعل ہے۔ گرنے والا۔ ﴿ وَاِنْ یَّرَوْا کِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا ﴾ (52/الطور:44) ’’اور اگر وہ دیکھیں کوئی ٹکڑا آسمان سے گرنے والا ہوتے ہوئے۔‘‘

(افعال) اِسْقَاطًا: کسی کو گرانا۔ ﴿ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ کَمَا زَعَمْتَ ﴾ (17/بنی اسرائیل:92) ’’یا تو گرادے آسمان کو جیسا کہ تو نے دعویٰ کیا۔‘‘

اَسْقِطْ: فعل امر ہے۔ تو گرا۔ ﴿ فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا کِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ﴾ (26/الشعراء:187) ’’پس تو گرا ہم پر کوئی ٹکڑا آسمان سے۔‘‘

(مفاعلہ) مُسَاقَطَةً: مسلسل یا باری باری گرانا۔ ﴿ وَهُزِّیْۤ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَیْكِ رُطَبًا جَنِیًّا ۝۲۵ ﴾ (19/مریم:25) ’’’’تو ہلا اپنی طرف کھجور کے تنے کو تو وہ گراتا رہے گا تجھ پر تازہ پکی کھجوروں کو۔‘‘

و ر ق

(ض) وَرْقًا: درخت کا پتے دار ہونا۔

وَرَقٌ: اسم جنس ہے۔ پتے۔ واحد وَرَقَةٌ۔ جمع اَوْرَاقٌ۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔59

وَرِقٌ: اسم ذات ہے۔ چاندی کا سکہ۔ ﴿ فَابْعَثُوْۤا اَحَدَکُمْ بِوَرِقِکُمْ هٰذِهٖۤ ﴾ (18/الکہف:19) ’’تو بھیجو اپنے میں سے ایک کو اپنے اس چاندی کے سکے کے ساتھ۔‘‘

ر ط ب

(س) رُطُوْبَةً: نمی والا ہونا۔ تر ہونا۔

رَطْبٌ: نمناک یا تر چیز۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔59

(ن) رَطْبًا: کھجور کا پک جانا۔

رُطَبٌ: پکی کھجور۔ اوپر (19/مریم:25) میں دیکھیں۔

ی ب س

(س) یَبْسًا: کسی چیز کا خشک ہونا۔ سوکھ جانا۔

یَبَسٌ: تری کے بعد خشک ہوجانے والی چیز۔

يَبَسٌ ترّی کے بعد خشک ہو جانے والی جگہ یا زمین۔ ﴿فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ﴾ (20/طٰہٰ:77) ’’پس آپؑ بنا دیں ان کے لیے ایک خشک راستہ سمندر میں۔‘‘

يَابِسٌ جمع مونث يَابِسَاتٌ۔ فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ خشک ہونے والا یعنی خشک زیر مطالعہ آیت نمبر۔59۔ ﴿سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ﴾ (12/یوسف:43) ’’سات ہری بالیں اور دوسری خشک۔‘‘

ترکیب

(آیت: 57) بِهٖ میں ضمیر بَيِّنَةٍ کے لیے معنوی لحاظ سے مذکر آئی ہے کیونکہ یہاں بَيِّنَةٍ سے مراد وحی اور قرآن مجید ہے۔ (6/الانعام:59) تَسْقُطُ واحد مونث کا صیغہ ہے۔ اسکا فاعل وَرَقَةٌ ہے جو مِنْ لگنے کی وجہ سے حالت جر میں آیا ہے۔ لَا حَبَّةٍ۔ لَا رَطْبٍ اور لَا يَابِسٍ، ان سب میں لَا کے بعد تَسْقُطُ یا اور يَسْقُطُ محذوف ہے اور مِنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے یہ اسماء حالت جر میں آئے ہیں۔ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ سے پہلے اس کا مبتدا اور خبر، دونوں محذوف ہیں۔ آیت:60) فِيْهِ کی ضمیر النَّهَارِ کے لیے ہے۔

ترجمہ

قُلْ	اِنِّيْ	نُهِيْتُ	اَنْ	اَعْبُدَ	الَّذِيْنَ	تَدْعُوْنَ
آپؐ کہیے	کہ	مجھ کو منع کیا گیا ہے	کہ	میں بندگی کروں	ان لوگوں کی جن کو	تم لوگ پکارتے ہو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ	قُلْ	لَآ اَتَّبِعُ	اَهْوَآءَكُمْ ۙ	قَدْ ضَلَلْتُ	اِذًا	وَّمَآ اَنَا
اللہ کے علاوہ	آپؐ کہیے	میں پیروی نہیں کروں گا	تم لوگوں کی خواہشات کی	میں تو گمراہ ہو چکوں گا	پھر تو	اور میں نہیں رہوں گا

مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝۵۶	قُلْ	اِنِّيْ	عَلٰى بَيِّنَةٍ	مِّنْ رَّبِّيْ	وَكَذَّبْتُمْ	بِهٖ ؕ
ہدایت پانے والوں میں سے	آپؐ کہیے	کہ میں	ایک واضح دلیل پر ہوں	اپنے رب (کی طرف) سے	حالانکہ تم لوگوں نے جھٹلایا	اس کو

مَا عِنْدِيْ	مَا	تَسْتَعْجِلُوْنَ	بِهٖ ؕ	اِنِ	الْحُكْمُ	اِلَّا
میرے پاس نہیں ہے	وہ	تم لوگ جلدی مچاتے ہو	جس کی	نہیں ہے	حکم	مگر

لِلّٰهِ ؕ	يَقُصُّ	الْحَقَّ	وَهُوَ	خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ۝۵۷	قُلْ	لَّوْ
اللہ کا	وہ بیان کرتا ہے	حق کو	اور وہ	فیصلہ کرنے والوں میں بہترین ہے	آپؐ کہیے	اگر

اَنَّ	عِنْدِيْ	مَا	تَسْتَعْجِلُوْنَ	بِهٖ	لَقُضِيَ	الْاَمْرُ
یہ کہ	میرے پاس ہوتا	وہ	تم لوگ جلدی مچاتے ہو	جس کی	تو فیصلہ کر دیا جاتا	تمام معاملات کا

بَيْنِيْ	وَبَيْنَكُمْ ؕ	وَاللّٰهُ	اَعْلَمُ	بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۵۸	وَعِنْدَهٗ	مَفَاتِحُ الْغَيْبِ
میرے درمیان	اور تمہارے درمیان	اور اللہ	خوب جانتا ہے	ظلم کرنے والوں کو	اور اس ہی کے پاس ہیں	غیب کی کنجیاں

لَا يَعْلَمُهَآ	اِلَّا	هُوَ ؕ	وَيَعْلَمُ	مَا	فِي الْبَرِّ	وَالْبَحْرِ ؕ
نہیں جانتا ان کو	مگر	وہ	اور وہ جانتا ہے	اس کو جو	خشکی میں ہے	اور پانی میں ہے

وَمَا تَسۡقُطُ	مِنۡ وَّرَقَۃٍ	اِلَّا	یَعۡلَمُهَا	وَلَا	حَبَّۃٍ	فِیۡ ظُلُمٰتِ الۡاَرۡضِ 818
اور نہیں گرتا	کوئی بھی پتا	مگر	وہ جانتا ہے اس کو	اور نہیں (گرتا)	کوئی بھی دانہ	زمین کے اندھیروں میں

وَلَا	رَطۡبٍ	وَّلَا	یَابِسٍ	اِلَّا	فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۵۹﴾	وَهُوَ
اور نہیں (گرتی)	کوئی بھی تر چیز	اور نہیں (گرتی)	کوئی بھی خشک چیز	مگر	وہ ہے ایک واضح کتاب میں	اور وہ

الَّذِیۡ	یَتَوَفّٰىكُمۡ	بِالَّیۡلِ	وَیَعۡلَمُ	مَا	جَرَحۡتُمۡ	بِالنَّهَارِ
وہی ہے جو	پورا پورا لیتا ہے تم لوگوں کو	رات میں	اور وہ جانتا ہے	اس کو جو	تم لوگوں نے کمایا	دن میں

ثُمَّ	یَبۡعَثُكُمۡ	فِیۡهِ	لِیُقۡضٰۤی	اَجَلٌ مُّسَمًّی ۚ	ثُمَّ	اِلَیۡهِ
پھر	وہ اٹھاتا ہے تم لوگوں کو	اس میں	تا کہ پورا کیا جائے	مقرر مدت کو	پھر	اس کی ہی طرف

مَرۡجِعُكُمۡ	ثُمَّ	یُنَبِّئُكُمۡ	بِمَا	كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۶۰﴾
تم لوگوں کے لیے لوٹنے کی جگہ ہے	پھر	وہ جتا دے گا تمہیں	وہ جو	تم لوگ کیا کرتے تھے

آیت نمبر (6/ الانعام: 61 تا 67)

ک ر ب

(ن) كَرۡبًا: سخت غمگین ہونا۔

كَرۡبٌ: شدید رنج، سخت تکلیف۔ زیر مطالعہ آیت نمبر۔ 64

ش ی ع

(ض) شَیۡعًا: کسی خبر، عقیدہ یا نظریہ کا پھیلنا اور زور پکڑنا۔ (۱) پھیلنا۔ (۲) تقویت حاصل کرنا۔ ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۙ﴾ (24/النور:19) ''بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ پھیلے فحاشی ان لوگوں میں جو ایمان لائے تو ان کے لیے ایک دردناک عذاب ہے۔''

شِیۡعٌ: اسم جنس ہے واحد شِیۡعَۃٌ جمع اَشۡیَاعٌ، کسی عقیدے یا شخصیت سے متعلق لوگ جن سے اس کو تقویت حاصل ہو۔ (۱) پیروکار۔ (۲) گروہ۔ فرقہ۔ (6/ الانعام:65) ﴿هٰذَا مِنۡ شِیۡعَتِهٖ وَهٰذَا مِنۡ عَدُوِّهٖ ۚ﴾ (28/ القصص:15) ''یہ اس کے فرقے سے ہے اور یہ اس کے دشمنوں میں سے ہے۔'' ﴿وَلَقَدۡ اَهۡلَكۡنَاۤ اَشۡیَاعَكُمۡ﴾ (54/ القمر:51) ''اور ہم نے ہلاک کیا ہے تمہارے گروہوں کو۔''

ترکیب

(آیت:61) هُوَ الۡقَاهِرُ میں هُوَ کی ضمیر مبتدا بھی ہے اور ضمیر فاصل بھی۔ اِذَا شرطیہ ہے اور اگلی آیت میں ثُمَّ اسی اِذَا سے متعلق ہے۔ اس لیے دونوں آیتوں میں افعال ماضی کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ تَوَفَّتۡ واحد مونث کا صیغہ ہے۔ اس کا فاعل رُسُلُنَا عاقل کی جمع مکسر ہے اور اس کی ضمیر مفعولی اَحَدَكُمۡ کے لیے ہے۔ (آیت:62) اللّٰهِ کا بدل ہونے کی وجہ سے مَوۡلٰهُمۡ کا مضاف مَوۡلٰی حالت جر میں ہے اور الۡحَقِّ اس کی صفت ہے۔ (آیت: 63) مَنۡ استفہامیہ ہے۔ تَدۡعُوۡنَهٗ کی ضمیر مَنۡ کے لیے ہے۔

تَضَرُّعًا اور خُفْيَةً حال ہیں۔ هٰذِهٖ کا اشارہ ظُلُمٰتِ کی طرف ہے۔ (آیت: 64) مِنْهَا کی ضمیر بھی ظُلُمٰتِ کے لیے ہے۔ (آیت:65) اَنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے یَلْبِسَ اور یُذِیْقَ حالت نصب میں آئے ہیں۔ (آیت:67) مُسْتَقَرٌّ اسم المفعول ہے جو ظرف زماں کے طور پر ہے۔

ترجمہ

(آیت کے شروع کے یہ الفاظ نہیں لکھے تھے کتاب میں (نعیم) وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ط حَتّٰٓى اِذَا)

جَآءَ	اَحَدَكُمُ	الْمَوْتُ	تَوَفَّتْهُ	رُسُلُنَا	وَهُمْ	لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿٦١﴾
آتی ہے	تمہارے کسی ایک کو	موت	تو پورا پورا لیتے ہیں اس کو	ہمارے رسول (یعنی فرشتے)	اور وہ	کوتاہی نہیں کرتے

ثُمَّ	رُدُّوْٓا	اِلَى اللّٰهِ	مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ط	اَلَا	لَهُ	الْحُكْمُ قف
پھر	ان کو لوٹایا جاتا ہے	اللہ کی طرف	جو ان کا حقیقی آقا ہے	سن لو	اس ہی کا ہے	تمام حکم

وَهُوَ	اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿٦٢﴾	قُلْ	مَنْ	يُّنَجِّيْكُمْ	مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ
اور وہ	حساب لینے والوں میں تیز ترین ہے	آپ کہیے	کون	تم لوگوں کو نجات دیتا ہے	پانی اور خشکی کے اندھیروں سے

تَدْعُوْنَهٗ	تَضَرُّعًا	وَّخُفْيَةً ج	لَئِنْ	اَنْجٰنَا	مِنْ هٰذِهٖ	لَنَكُوْنَنَّ
تم لوگ پکارتے ہو جس کو	گڑگڑاتے ہوئے	اور چپکے چپکے	(کہ) بیشک اگر	وہ نجات دے ہم کو	اس سے	تو ہم لازماً ہو جائیں گے

مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٣﴾	قُلِ	اللّٰهُ	يُنَجِّيْكُمْ	مِّنْهَا	وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ	ثُمَّ
شکرگزاروں میں سے	آپ کہیے	اللہ	نجات دیتا ہے تم کو	اس سے	اور ہر ایک دکھ سے	پھر (بھی)

اَنْتُمْ	تُشْرِكُوْنَ ﴿٦٤﴾	قُلْ	هُوَ الْقَادِرُ	عَلٰٓى	اَنْ	يَّبْعَثَ
تم لوگ	شریک کرتے ہو (دوسروں کو)	آپ کہیے	وہی قدرت رکھنے والا ہے	اس پر	کہ	وہ بھیج دے

عَلَيْكُمْ	عَذَابًا	مِّنْ فَوْقِكُمْ	اَوْ	مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ	اَوْ	يَلْبِسَكُمْ
تم لوگوں پر	کوئی عذاب	تمہارے اوپر سے	یا	تمہارے قدموں کے نیچے سے	یا	وہ تم لوگوں کو بھڑا دے

شِيَعًا	وَّيُذِيْقَ	بَعْضَكُمْ	بَاْسَ بَعْضٍ ط	اُنْظُرْ	كَيْفَ	نُصَرِّفُ
فرقہ فرقہ ہوتے ہوئے	اور وہ مزا چکھادے	تمہارے بعض کو	بعض کی جنگ کا	(تو) دیکھو	کیسے	ہم بار بار بیان کرتے ہیں

الْاٰيٰتِ	لَعَلَّهُمْ	يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾	وَكَذَّبَ	بِهٖ	قَوْمُكَ	وَ
نشانیوں کو	شائد کہ وہ	سمجھیں	اور جھٹلایا	اس کو	آپ کی قوم نے	حالانکہ

هُوَ الْحَقُّ ط	قُلْ	لَّسْتُ	عَلَيْكُمْ	بِوَكِيْلٍ ﴿٦٦﴾ ط	لِكُلِّ نَبَاٍ	مُّسْتَقَرٌّ ز
وہی حق ہے	آپ کہیے	میں نہیں ہوں	تم لوگوں پر	کوئی نگراں	ہر ایک خبر کے لیے	ایک وقت ہے

وَّسَوْفَ	تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٧﴾
اور عنقریب	تم لوگ جان لوگے

آیت نمبر (68 تا 73)

ب س ل

(ن) بَسْلًا: کسی کو اس کی حاجت سے روکنا۔

(افعال) اِبْسَالًا: کسی کو ہلاکت کے سپرد کر دینا۔ ہلاکت میں ڈالنا، زیر مطالعہ آیت نمبر۔70

ح م م

(ن) حَمًّا: کسی چیز کو گرم کرنا۔

حَمِیْمٌ: فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں گرم۔﴿ وَلَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ ﴾ (26/ الشعراء:101) ''اور نہ ہی کوئی گرم جوش دوست۔''﴿ وَسُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا ﴾ (47/محمد:15) ''اور ان لوگوں کو پلایا جائے گا ایک کھولتا پانی۔''

(س) حَمَمًا: کالا ہونا۔ سیاہ ہونا۔

یَحْمُوْمٌ: دھواں۔﴿ وَّظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ﴾ (56/الواقعہ:43) ''اور دھویں کے سائے میں۔''

ح ی ر

(س) حَیْرَۃً: پانی کا کسی جگہ پر چکر لگانا۔ کسی معاملہ میں دماغ کا چکر لگانا یعنی حیرانی میں پڑنا۔

حَیْرَانُ: فَعْلَانُ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بے انتہا حیرت زدہ۔ آیت۔71

ترکیب

(آیت:68) اِمَّا دراصل اِنْ مَا ہے۔ (آیت:70) اِتَّخَذُوْا کا مفعول اول دِیْنَھُمْ ہے، جبکہ لَعِبًا اور لَھْوًا مفعول ثانی ہیں۔ ذَکِّرْ بِہٖ میں ہٖ کی ضمیر قرآن مجید کے لیے ہے۔ تَعْدِلُ واحد مونث کا صیغہ ہے۔ اس میں شامل ھِیَ کی ضمیر فاعلی نَفْسٌ کے لیے ہے۔ (آیت:71) نَدْعُوْ جمع متکلم کے صیغے میں الف کا اضافہ نہیں کیا جاتا۔ قرآن مجید میں اس کے ساتھ الف کا اضافہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ حَیْرَانَ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں آیا ہے۔ اَتٰی، یَاْتِیْ کا فعل امر اصلاً اِئْتِ بنتا ہے جو قاعدہ کے مطابق تبدیل ہو کر اِیْتِ استعمال ہوتا ہے۔ لیکن جب ماقبل سے ملا کر پڑھا جاتا ہے تو فعل امر کا ہمزۃ الوصل صامت ہو جاتا ہے۔ اس لیے فاکلمہ کا ہمزہ واپس آ جاتا ہے۔ جیسے یہاں اَلْھُدَی ائْتِنَا آیا ہے۔ (آیت:73) عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ خبر ہے، اس کا مبتدا ھُوَ محذوف ہے۔ ھُوَ الْحَکِیْمُ پر ضمیر فاصل ہے۔

ترجمہ

وَاِذَا	رَاَیْتَ	الَّذِیْنَ	یَخُوْضُوْنَ	فِیْٓ اٰیٰتِنَا	فَاَعْرِضْ	عَنْھُمْ
اور جب کبھی	تو دیکھے	ان لوگوں کو جو	جھگڑتے ہیں	ہماری نشانیوں میں	تو اعراض کر	ان سے

حَتّٰی	یَخُوْضُوْا	فِیْ حَدِیْثٍ	غَیْرِہٖ	وَاِمَّا	یُنْسِیَنَّکَ	الشَّیْطٰنُ
یہاں تک کہ	وہ مشغول ہو جائیں	کسی اور بات میں	اس کے علاوہ	اور اگر جو (یعنی یہ کہ)	بُھلا ہی دے تجھ کو	شیطان

فَلَا تَقْعُدْ	بَعْدَ الذِّكْرٰى	مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝٦٨	وَمَا	عَلَى الَّذِيْنَ	يَتَّقُوْنَ	مِنْ حِسَابِهِمْ
تو مت بیٹھ	یاد آنے کے بعد	ظلم کرنے والی قوم کے ساتھ	اور نہیں ہے	ان لوگوں پر جو	تقویٰ اختیار کرتے ہیں	ان کے حساب میں

مِّنْ شَيْءٍ	وَّلٰكِنْ	ذِكْرٰى	لَعَلَّهُمْ	يَتَّقُوْنَ ۝٦٩	وَ	ذَرِ
کچھ بھی	اور لیکن (یعنی بلکہ)	نصیحت کرنا ہے	شائد وہ لوگ	تقویٰ اختیار کریں	اور	تو چھوڑ دے

الَّذِيْنَ	اتَّخَذُوْا	دِيْنَهُمْ	لَعِبًا	وَّلَهْوًا	وَّغَرَّتْهُمُ	الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
ان لوگوں کو جنہوں نے	بنایا	اپنے دین کو	کھیل	اور تماشہ	اور فریب دیا ان کو	دنیوی زندگی نے

وَذَكِّرْ	بِهٖٓ	اَنْ	تُبْسَلَ	نَفْسٌۢ	بِمَا	كَسَبَتْ
اور تو یاد کراتا رہ	اس (کے ذریعہ) سے	کہ (کہیں)	ہلاکت میں ڈالی جائے	کوئی جان	بسبب اس کے جو	اس نے کمایا

لَيْسَ	لَهَا	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَلِيٌّ	وَّلَا شَفِيْعٌ	وَاِنْ	تَعْدِلْ
نہیں ہے	اس کے لیے	اللہ کے علاوہ	کوئی کارساز	اور نہ ہی کوئی سفارشی	اور اگر	وہ برابر کرے گی (یعنی بدلہ میں دے گی)

كُلَّ عَدْلٍ	لَّا يُؤْخَذْ	مِنْهَا	اُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ	اُبْسِلُوْا	بِمَا
سارے بدلے	تو نہیں لیا جائے گا	اس سے	یہ لوگ ہیں	جن کو	ہلاکت میں ڈالا گیا	بسبب اس کے جو

كَسَبُوْا	لَهُمْ	شَرَابٌ	مِّنْ حَمِيْمٍ	وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ	بِمَا	كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝٧٠
انہوں نے کمایا	ان کے لیے	پینے کی چیز ہے	کھولتے (پانی) سے	اور دردناک عذاب ہے	بسبب اس کے جو	وہ لوگ کفر کرتے تھے

قُلْ	اَ	نَدْعُوْا	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	مَا	لَا يَنْفَعُنَا	وَلَا يَضُرُّنَا
تو کہہ دے	کیا	ہم پکاریں	اللہ کے علاوہ	اس کو جو	نفع نہیں دیتا ہم کو	اور نہ ہی تکلیف دیتا ہے ہم کو

وَنُرَدُّ	عَلٰٓى اَعْقَابِنَا	بَعْدَ اِذْ	هَدٰىنَا	اللّٰهُ	كَالَّذِي	اسْتَهْوَتْهُ
اور (کیا) ہم لوٹا دیے جائیں	اپنی ایڑیوں پر	بعد اس کے جب	ہدایت دی ہم کو	اللہ نے	اس کی مانند	بہکایا جس کو

الشَّيٰطِيْنُ	فِي الْاَرْضِ	حَيْرَانَ	لَهٗٓ	اَصْحٰبٌ	يَّدْعُوْنَهٗٓ	اِلَى الْهُدَى
شیطانوں نے	زمین میں	حیران ہوتے ہوئے	اس کے ہیں	کچھ ساتھی	جو پکارتے ہیں اس کو	ہدایت کی طرف

ائْتِنَا	قُلْ	اِنَّ	هُدَى اللّٰهِ	هُوَ الْهُدٰى	وَاُمِرْنَا	لِنُسْلِمَ
کہ تو آ ہمارے پاس	تو کہہ دے	یقیناً	اللہ کی ہدایت	ہی کل ہدایت ہے	اور حکم دیا گیا ہم کو	تاکہ ہم فرمانبردار رہوں

لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٧١	وَاَنْ	اَقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ	وَاتَّقُوْهُ	وَهُوَ	الَّذِيْٓ
تمام جہانوں کے پروردگار کے	اور یہ کہ	قائم رکھو	نماز کو	اور تقویٰ کرو اس کا	اور وہ،	وہ ہے

اِلَیْہِ	تُحْشَرُوْنَ ﴿٧٢﴾	وَھُوَ	الَّذِیْ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ
جس کی طرف	تم سب جمع کئے جاؤ گے	اور وہ،	وہ ہے جس نے	پیدا کیا	آسمانوں کو	اور زمین کو

بِالْحَقِّ ؕ	وَیَوْمَ	یَقُوْلُ	کُنْ	فَیَکُوْنُ ۬ؕ	قَوْلُہُ	الْحَقُّ ؕ
حق کے ساتھ	اور جس دن	وہ کہے گا	تو ہو جا	تو وہ ہو جائے گا	اس کا کہا	حق ہے

وَلَہُ	الْمُلْکُ	یَوْمَ	یُنْفَخُ	فِی الصُّوْرِ ؕ	عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ؕ	وَھُوَ الْحَکِیْمُ
اور اس ہی کی	کل سلطنت ہے	جس دن	پھونکا جائے گا	صور میں	چھپی اور کھلی باتوں کا جاننے والا ہے	اور وہی حکیم ہے

الْخَبِیْرُ ﴿٧٣﴾
خبیر ہے

نوٹ:1 جو لوگ اللہ کی نافرمانی سے خود بچ کر کام کرتے ہیں ان پر نافرمانوں کے کسی عمل کی ذمہ داری نہیں ہے۔ پھر وہ کیوں اپنے اوپر فرض کر لیں کہ ان سے بحث اور مناظرہ کر کے انہیں ضرور قائل کریں، ان کے ہر لغو اور مہمل اعتراض کا جواب دیں اور کسی نہ کسی طرح منوا کر چھوڑیں۔ ان کا فرض بس اتنا ہے کہ انہیں نصیحت کریں اور حق بات ان کے سامنے دکھ دیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2 صور پھونکنے کی صحیح کیفیت ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ قیامت کے روز اللہ کے حکم سے ایک مرتبہ صورت پھونکا جائے گا اور سب ہلاک ہو جائیں گے۔ پھر نہ معلوم کتنی مدت بعد دوسرا صور پھونکا جائے گا اور سب دوبارہ زندہ ہو کر اپنے آپ کو میدان حشر میں پائیں گے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (74 تا 79)

ء ز ر

(ض) اَزَرَ: (۱) گتھا ہوا ہونا۔ مضبوط ہونا۔ (۲) تہبند باندھنا۔

اَزْرٌ: اسم ذات ہے۔ (۱) قوت۔ (۲) کمر۔ (تہبند باندھنے کی جگہ) ﴿ اشْدُدْ بِہٖٓ اَزْرِیْ ﴿٣١﴾﴾ (20/طٰہٰ:31) ''تو سخت کر اس سے میری قوت کو۔''

اٰزَرُ: اَفْعَلُ تفضیل کا وزن ہے۔ زیادہ گتھا ہوا۔ زیادہ مضبوط زیر مطالعہ آیت۔ 74 میں یہ اسم عَلَم کے طور پر آیا ہے۔

(مفاعلہ) مُؤَازَرَۃً: کسی کو تقویت دینا۔ مضبوط کرنا۔ ﴿ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَہٗ فَاٰزَرَہٗ ﴾ (48/الفتح:29) ''ایک ایسی کھیتی کی مانند جس نے نکالا اپنا خوشہ پھر اس نے مضبوط کیا اس کو۔''

ص ن م

(س) صَنَمًا: غلام کا قوی اور مضبوط ہونا۔

صَنَمٌ: (ج) اَصْنَامٌ۔ کسی کا مجسمہ، بت زیر مطالعہ آیت۔ 74۔

ک و ک ب

846

(رباعی) | كَوْكَبَةً | لوہے کا چمک اٹھنا۔ جگ مگ کرنا۔

كَوْكَبٌ | (ج) كَوَاكِبُ، ستارہ، ﴿وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝﴾ (82/الانفطار:2)''اور جب ستارے جھڑ جائیں گے۔''

ء ف ل

(ض۔ن) | أُفُوْلًا | غروب ہونا۔ ڈوب جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔76

أٰفِلٌ | اسم الفاعل ہے۔ غروب ہونے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔76۔

ب ز غ

(ن) | بَزْغًا | نشتر لگنے سے خون نکلنا۔ نمودار ہونا۔ طلوع ہونا۔

بَازِغٌ | اسم الفاعل ہے۔ طلوع ہونے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔77۔

ترکیب

(آیت: 74) اَبِیْ کا بدل ہونے کی وجہ سے اٰزَرَ حالت جر میں ہے۔ تَتَّخِذُ کا مفعول اول اَصْنَامًا ہے اور اٰلِھَةً اس کا مفعول ثانی ہے۔ سلسلہ کلام اِذْ سے شروع ہوا ہے اس لیے نُرِیْ (مضارع) کا ترجمہ ماضی میں ہوگا۔ (آیت: 78) اَلشَّمْسُ مونث غیر حقیقی ہے اس لیے اس کے لیے ھٰذِہٖ کی جگہ ھٰذَا اور كُبْرٰى کی جگہ اَكْبَرُ بھی جائز ہے۔

ترجمہ

وَاِذْ	قَالَ	اِبْرٰهِيْمُ	لِاَبِيْهِ اٰزَرَ	اَ	تَتَّخِذُ	اَصْنَامًا
اور جب	کہا	ابراہیمؑ نے	اپنے باپ آزر سے	کیا	تو بناتا ہے	بتوں کو

اٰلِهَةً ۚ	اِنِّيْٓ	اَرٰىكَ	وَقَوْمَكَ	فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝	وَكَذٰلِكَ	نُرِيْٓ
الٰہ	بیشک میں	خیال کرتا ہوں تجھ کو	اور تیری قوم کو	ایک کھلی گمراہی میں	اور اس طرح	ہم نے مشاہدہ کرایا

اِبْرٰهِيْمَ	مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	وَلِيَكُوْنَ	مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝	فَلَمَّا	جَنَّ	عَلَيْهِ
ابراہیمؑ کو	زمین اور آسمانوں کی بادشاہت کا	اور تاکہ وہ ہو جائے	یقین کرنے والوں میں سے	پھر جب	چھا گئی	انؑ پر

الَّيْلُ	رَاٰ	كَوْكَبًا ۚ	قَالَ	هٰذَا	رَبِّيْ ۚ	فَلَمَّآ
رات	تو انہوںؑ نے دیکھا	ایک تارہ	انہوںؑ نے کہا	یہ	میرا رب (ہوسکتا) ہے؟	پھر جب

اَفَلَ	قَالَ	لَآ اُحِبُّ	الْاٰفِلِيْنَ ۝	فَلَمَّا	رَاٰ	الْقَمَرَ
وہ ڈوب گیا	تو انہوںؑ نے کہا	میں پسند نہیں کرتا	ڈوبنے والوں کو	پھر جب	انہوںؑ نے دیکھا	چاند کو

بَازِغًا	قَالَ	هٰذَا	رَبِّيْ ۚ	فَلَمَّآ	اَفَلَ	قَالَ
طلوع ہونے والا ہوتے ہوئے	تو انہوںؑ نے کہا	یہ	میرا رب (ہوسکتا) ہے؟	پھر جب	وہ ڈوب گیا	تو انہوںؑ نے کہا

لَىِٕنْ	لَّمْ يَهْدِنِيْ	رَبِّيْ	لَاَكُوْنَنَّ	مِنَ الْقَوْمِ الضَّاۗلِّيْنَ ۝	فَلَمَّا	رَاٰ
یقیناً اگر	ہدایت نہ دی مجھے	میرے رب نے	تو میں لازماً ہو جاؤں گا	گمراہ ہونے والوں میں سے	پھر جب	انہوںؑ نے دیکھا

الشَّمْسَ	بَازِغَةً	قَالَ	هٰذَا	رَبِّيْ	هٰذَآ	اَكْبَرُ ۚ 846
سورج کو	طلوع ہونے والا ہوتے ہوئے	توانہوںؑ نے کہا	یہ	میرا رب (ہوسکتا) ہے؟	یہ	سب سے بڑا ہے

فَلَمَّآ	اَفَلَتْ	قَالَ	يٰقَوْمِ	اِنِّيْ	بَرِيْٓءٌ	مِّمَّا
پھر جب	وہ ڈوب گیا	توانہوںؑ نے کہا	اے میری قوم	بیشک میں	بری ہوں	اس سے جس کو

تُشْرِكُوْنَ ﴿٧٨﴾	اِنِّيْ	وَجَّهْتُ	وَجْهِيَ	لِلَّذِيْ	فَطَرَ	السَّمٰوٰتِ
تم لوگ شریک کرتے ہو	بیشک میں نے	رخ کیا	اپنے چہرے کا	اس کی طرف جس نے	وجود بخشا	آسمانوں کو

وَالْاَرْضَ	حَنِيْفًا	وَّمَآ اَنَا	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٧٩﴾
اور زمین کو	یکسو ہوتے ہوئے	اور میں نہیں ہوں	شریک کرنے والوں میں سے

نوٹ:1

حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام آزر ہے۔ تورات کے عربی اور انگریزی ترجموں اور تالمود، سب میں اس لفظ کا تلفظ ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ قرآن نے یہاں جس تصریح کے ساتھ اس نام کا ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بارے میں یہود کے ہاں روایات کا جو اختلاف ہے وہ اس کو رفع کرنا چاہتا ہے اور قرآن چونکہ براہ راست وحی الٰہی پر مبنی ہے اس لیے ماننا چاہیے کہ یہی نام صحیح ہے۔ (تدبر قرآن)

یہ بات نوٹ کرلیں کہ ناموں میں تلفظ کے اخلاف کا مسئلہ صرف آزر کے نام کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ متعدد نام ایسے ہیں جن میں تلفظ کا اختلاف موجود ہے، مثلاً یعقوب کو جیکب، موسیٰ کو موسس، یوسف کو جوزف کہنا، وغیرہ۔

نوٹ:2

آیات 76 تا 78 میں ستارہ، چاند اور سورج کو دیکھنے کا جو ذکر ہے، یہ حضرت ابراہیمؑ کے اس ابتدائی غور وفکر کی کیفیت بیان کی گئی ہے جو منصب نبوت پر سرفراز ہونے سے پہلے ان کے لیے حقیقت تک پہنچنے کا ذریعہ بنی۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ ایک سوچنے سمجھنے والا انسان، جس نے سراسر شرک کے ماحول میں آنکھ کھولی تھی، کس طرح آثار کائنات کا مشاہدہ کرکے اور ان پر غور وفکر کرکے حقیقت معلوم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے جب ہوش سنبھالا تو ان کے گرد وپیش ہر طرف چاند، سورج اور تاروں کی خدائی کے ڈنکے بج رہے تھے۔ اس لیے قدرتی طور پر حضرت ابراہیمؑ کی جستجوئے حقیقت کا آغاز اسی سوال سے ہونا چاہیے تھا کہ کیا فی الواقعی ان میں سے کوئی رب ہوسکتا ہے؟ اسی مرکزی سوال پر انہوں نے غور وفکر کیا اور ان سارے خداؤں کو ایک اٹل قانون کے تحت غلاموں کی طرح گردش کرتے دیکھ کر وہ اس نتیجہ پر پہنچ گئے کہ ان میں سے کوئی بھی رب نہیں ہوسکتا۔ رب صرف وہی ایک ہے جس نے ان سب کو پیدا کیا اور اپنے حکم کا پابند کیا۔

مذکورہ آیات کے الفاظ سے عام طور پر لوگوں کے ذہن میں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ ہر روز چاند تاروں اور سورج کو طلوع و غروب ہوتے نہ دیکھتے تھے۔ لیکن یہ کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے۔ نیوٹن کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے باغ میں ایک سیب کو درخت سے گرتے دیکھا تو اس کے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ اشیاء آخر زمین پر ہی کیوں گرا کرتی ہیں۔ اس پر غور کرتے ہوئے وہ کشش ثقل کے قانون تک پہنچ گیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس سے پہلے نیوٹن نے کبھی کوئی چیز گرتی ہوئی نہیں دیکھی تھی۔ ظاہر ہے کہ بار بار دیکھی ہوگی، لیکن ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کسی چیز کو بار بار دیکھتا رہتا ہے اور اس کے ذہن میں کوئی تحریک نہیں ہوتی، مگر کسی وقت اسی ویز کو دیکھ کر ذہن میں تحریک ہوتی ہے یا کوئی

سوال پیدا ہوتا ہے اور انسان کی غور وفکر کی قوتیں کام کرنے لگتی ہیں۔ ایسا ہی معاملہ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ بھی پیش آیا[846]۔ سورج، چاند اور تارے سب ہی ان کی آنکھوں کے سامنے ڈوبتے اور ابھرتے رہتے تھے۔ لیکن وہ ایک خاص دن تھا جب ایک تارے کے مشاہدے نے ان کے ذہن کو اس راہ پر ڈال دیا جس سے وہ توحید الٰہ کی حقیقت تک پہنچ گئے۔

اس سلسلہ میں ایک اور سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے تارے، چاند اور سورج کو دیکھ کر انہیں اپنا رب کہا، تو کیا اس وقت عارضی طور پر ہی سہی، وہ شرک میں مبتلا نہ ہو گئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک طالب حق اپنی جستجو کی راہ میں سفر کرتے ہوئے بیچ کی جن منزلوں پر غور وفکر کے لیے ٹھہرتا ہے، اصل اعتبار ان منزلوں کا نہیں ہوتا، بلکہ اصل اعتبار اس سمت کا ہوتا ہے جس پر وہ پیش قدمی کر رہا ہے اور اس آخری مقام کا ہوتا ہے جہاں پہنچ کر وہ قیام کرتا ہے۔ بیچ کی منزلیں ہر جویائے حق کے لیے ناگزیر ہیں۔ ان پر ٹھہرنا بسلسلہ طلب وجستجو ہوتا ہے نہ کہ بصورت فیصلہ۔ اصلاً یہ ٹھہراؤ سوالی واستفہامی ہوتا ہے نہ کہ حکمی۔ طالب جب ان میں سے کسی منزل پر رک کر کہتا ہے کہ ''ایسا ہے'' تو دراصل یہ اس کی آخری رائے نہیں ہوتی بلکہ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ ''ایسا ہے؟'' اور تحقیق سے اس کا جواب نفی میں پا کر وہ آگے بڑھ جاتا ہے۔ اس لیے یہ خیال کرنا بالکل غلط ہے کہ اثنائے راہ میں جہاں جہاں وہ ٹھہرتا رہا وہاں وہ عارضی طور پر کفر وشرک میں مبتلا رہا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (80 تا 83)

ترکیب

(آیت:80) یہاں وَسِعَ فعل لازم ہے۔ رَبِّيْ اس کا فاعل ہے اور كُلَّ کی نصب ظرف ہونے کی وجہ سے ہے جب کہ عِلْمًا تمیز ہے۔

(آیت:83) نَرْفَعُ کا مفعول مَنْ ہے جبکہ دَرَجٰتٍ تمیز ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ

وَحَاجَّهٗ	قَوْمُهٗ ؕ	قَالَ	اَ	تُحَآجُّوْٓنِّيْ	فِي اللّٰهِ
اور انؑ سے حجت بازی کی	انؑ کی قوم نے	انہوںؑ نے کہا	کیا	تم لوگ حجت بازی کرتے ہو مجھ سے	اللہ (کے بارے) میں

وَ	قَدْ هَدٰىنِ ؕ	وَلَآ اَخَافُ	مَا	تُشْرِكُوْنَ	بِهٖٓ	اِلَّآ اَنْ
اس حال میں کہ	وہ ہدایت دے چکا ہے مجھ کو	اور میں نہیں ڈرتا	اس سے	تم لوگ شریک کرتے ہو	جس کو	سوائے اس کے کہ

يَّشَآءَ	رَبِّيْ	شَيْـًٔا ؕ	وَسِعَ	رَبِّيْ	كُلَّ شَيْءٍ	عِلْمًا ؕ
چاہے	میرا رب	کچھ (تکلیف دینا)	کشادہ ہوا	میرا رب	ہر چیز پر	بلحاظ علم کے

اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۟	وَكَيْفَ	اَخَافُ	مَآ	اَشْرَكْتُمْ	وَ	لَا تَخَافُوْنَ
تو کیا تم لوگ یاددہانی حاصل نہیں کرتے	اور کیسے	میں ڈروں	اس سے جس کو	تم لوگوں نے شریک کیا	حالانکہ	تم لوگ نہیں ڈرتے

اَنَّكُمْ	اَشْرَكْتُمْ	بِاللّٰهِ	مَا	لَمْ يُنَزِّلْ	بِهٖ	عَلَيْكُمْ
کہ تم نے	شریک کیا	اللہ کے ساتھ	اس کو	اس نے نہیں اتاری	جس کی	تم پر

سُلْطٰنًا ؕ	فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ	اَحَقُّ	بِالْاَمْنِ ۚ	اِنْ	كُنْتُمْ 846	تَعْلَمُوْنَ ﴿٨١﴾
کوئی دلیل	تو دونوں فریقوں میں سے کون	زیادہ حقدار ہے	سکون میں ہونے کا	اگر	تم لوگ	جانتے ہو

اَلَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا	اِیْمَانَهُمْ	بِظُلْمٍ	اُولٰٓئِكَ	لَهُمُ
وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور انہوں نے گڈ مڈ نہیں کیا	اپنے ایمان کو	ظلم کے ساتھ	وہ لوگ ہیں	جن کے لیے ہے

الْاَمْنُ	وَهُمْ	مُّهْتَدُوْنَ ﴿٨٢﴾ ع	وَتِلْكَ	حُجَّتُنَآ	اٰتَیْنٰهَآ	اِبْرٰهِیْمَ
سکون میں ہونا	اور وہ لوگ ہی	ہدایت پانے والے ہیں	اور یہ	ہماری حجت ہے	جو ہم نے دی	ابراہیمؑ کو

عَلٰی قَوْمِهٖ ؕ	نَرْفَعُ	دَرَجٰتٍ	مَّنْ	نَّشَآءُ ؕ	اِنَّ	رَبَّكَ
ان کی قوم پر	ہم بلند کرتے ہیں	درجات کے لحاظ سے	اس کو جس کو	ہم چاہتے ہیں	یقیناً	آپؐ کا رب

حَكِیْمٌ	عَلِیْمٌ ﴿٨٣﴾
حکمت والا ہے	جاننے والا ہے

آیت نمبر (84 تا 90)

ق د و

(ن) قَدْوًا: گھوڑے کا سوار کو لے جانا۔

(افتعال) اِقْتِدَاءً: کسی کے نقش قدم پر چلنا۔ پیروی کرنا۔

اِقْتَدِ: فعل امر ہے۔ تو پیروی کر۔ زیر مطالعہ آیت۔90۔

مُقْتَدٍ: اسم الفاعل ہے۔ پیروی کرنے والا۔ ﴿وَاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿٢٣﴾﴾ (43/الزخرف:23) ''اور بیشک ہم ان کے نقش قدم کی پیروی کرنے والے ہیں۔''

ترکیب

(آیت: 84) لَهٗ میں ضمیر حضرت ابراہیمؑ کے لیے ہے۔ وَنُوْحًا هَدَیْنَا میں هَدَیْنَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے نُوْحًا حالت نصب میں آیا ہے۔ اس کے آگے ابنیاء کرام کے تمام نام بھی اسی هَدَیْنَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔ ذُرِّیَّتِهٖ کی ضمیر حضرت نوحؑ کے لیے ہے۔ (آیت:89) یَّكْفُرْ کا فاعل هٰٓؤُلَآءِ ہے۔ (آیت:90) اِقْتَدِهْ فعل امر ہے۔ اس کے آگے ہائے سکت لگی ہوئی ہے۔ (2/البقرہ:259، نوٹ 2)، اِقْتَدِهْ کا مفعول بِهُدٰىهُمُ ہے۔

ترجمہ

وَوَهَبْنَا	لَهٗٓ	اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ	كُلًّا	هَدَیْنَا ۚ	وَنُوْحًا	هَدَیْنَا
اور ہم نے عطا کیا	ان کو	اسحٰقؑ اور یعقوبؑ	سب کو	ہم نے ہدایت دی	اور نوحؑ کو (بھی)	ہم نے ہدایت دی

846

مِنْ قَبْلُ	وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ	دَاوٗدَ	وَسُلَيْمٰنَ	وَاَيُّوْبَ	وَيُوْسُفَ	وَمُوْسٰى
اس سے پہلے	اور انؑ کی اولاد میں سے	داوٗدؑ کو	اور سلیمانؑ کو	اور ایوبؑ کو	اور یوسفؑ کو	اور موسیٰؑ کو

وَهٰرُوْنَ ؕ	وَكَذٰلِكَ	نَجْزِي	الْمُحْسِنِيْنَ ۙ﴿۸۴﴾	وَزَكَرِيَّا	وَيَحْيٰى	وَعِيْسٰى
اور ہارونؑ	اور اسی طرح	ہم جزا دیتے ہیں	احسان کرنے والوں کو	اور زکریاؑ کو	اور یحییٰؑ کو	اور عیسیٰؑ کو

وَاِلْيَاسَ ؕ	كُلٌّ	مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۙ﴿۸۵﴾	وَاِسْمٰعِيْلَ	وَالْيَسَعَ	وَيُوْنُسَ	وَلُوْطًا ؕ
اور الیاسؑ کو	یہ سب	صالحین میں سے ہیں	اور اسمٰعیلؑ کو	اور الیسعؑ کو	اور یونسؑ	اور لوطؑ کو

وَكُلًّا	فَضَّلْنَا	عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۸۶﴾	وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ	وَذُرِّيّٰتِهِمْ
اور سب کو	ہم نے فضیلت دی	تمام عالموں پر	اور ان کے آباواجداد میں سے	اور ان کی اولاد میں سے

وَاِخْوَانِهِمْ ۚ	وَ	اجْتَبَيْنٰهُمْ	وَهَدَيْنٰهُمْ	اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾
اور ان کے بھائیوں میں سے (کچھ کو ہم نے فضیلت دی)	اس حال میں کہ	ہم نے ان کو چن لیا	اور ہم نے ان کو ہدایت دی	ایک سیدھے راستے کی طرف

ذٰلِكَ	هُدَى اللّٰهِ	يَهْدِيْ	بِهٖ	مَنْ	يَّشَآءُ	مِنْ عِبَادِهٖ ؕ	وَلَوْ
یہ	اللہ کی ہدایت ہے	وہ ہدایت دیتا ہے	اس کی	اس کو، جس کو	وہ چاہتا ہے	اپنے بندوں میں سے	اور اگر

اَشْرَكُوْا	لَحَبِطَ	عَنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾	اُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ
وہ لوگ شرک کرتے	تو یقیناً اکارت ہوجاتا	ان سے	وہ، جو	وہ لوگ کرتے تھے	یہ لوگ،	وہ ہیں

اٰتَيْنٰهُمُ	الْكِتٰبَ	وَالْحُكْمَ	وَالنُّبُوَّةَ ۚ	فَاِنْ	يَّكْفُرْ	بِهَا	هٰٓؤُلَآءِ
ہم نے دیا جن کو	کتاب	اور حکم دینے کا اختیار	اور نبوت	پھر اگر	انکار کریں	اس کا	یہ لوگ (یعنی اہل مکہ)

فَقَدْ وَكَّلْنَا	بِهَا	قَوْمًا	لَّيْسُوْا	بِهَا	بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾	اُولٰٓئِكَ
تو ہم نے نگہبان مقرر کیا ہے	اس کا	ایک ایسی قوم کو جو	نہیں ہے	اس کا	انکار کرنے والی	یہ لوگ

الَّذِيْنَ	هَدَى	اللّٰهُ	فَبِهُدٰىهُمُ	اقْتَدِهْ ؕ	قُلْ	لَّآ اَسْــَٔلُكُمْ
وہ ہیں جن کو	ہدایت دی	اللہ نے	پس ان کی ہدایت کی	آپ پیروی کریں	آپ کہہ دیجیے	میں نہیں مانگتا تم لوگوں سے

عَلَيْهِ	اَجْرًا ؕ	اِنْ هُوَ	اِلَّا	ذِكْرٰى	لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ ع
اس پر	کوئی اُجرت	نہیں ہے یہ	مگر	ایک یاددہانی	تمام عالموں کے لیے